ان دنوں توفیقِ خالقِ کون و مکان و فضلِ خلاقِ زمین و زمان سے



دیوان غالب



مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں بطبع زین مقبول جہان ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسکہ تھا ہر داغ سوزش پر تن رنجور کا
جل گیا دیکھتے ہی پھاہا مرہم کافور کا

دیکھے گر عالم وہ اُسکے چہرۂ پر نور کا
سنگ میں مثل شرر چھپ جا ئے شعلہ نور کا

وار انگشت شہادت ہے بر اثبات حق
کیونکہ دعوی کر سکے باطل کوئی منصور کا

میرے داغ دل میں یہ سوزش ہے جسکے سامنے
آفتاب حشر بھی اک قرص ہی کافور کا

لائق خارا کنی فرہاد اے شیریں نہیں
عاشقوں سے کام لیتا ہے کوئی مزدور کا

قابل بار امانت تھا تو یہ آدم ہی تھا
کب اُٹھا ارض و سما سے بوجھ اس مزدور کا

منزل مقصود تک پہونچیں گے کیونکر ہم ضعیف
پانوں اُٹھ سکتے نہیں اور ہے ارادہ دور کا

چھوٹے ہے فوارۂ خون ہر بن مو سے ٹانکا کوئی شاید دلِ صد چاک کا ٹوٹا

مغرب سے جو خورشید ہوا آج نمایان کیا تکمہ گلوے بتِ بیباک کا ٹوٹا

یہ سنگ حوادث فلک سفلہ نے مارے ہر عضو مرے کالبد خاک کا ٹوٹا

دم ٹوٹ گیا بادہ پرستون کا چمن مین گلشن مین اگر خوشہ کوئی تاک کا ٹوٹا

سو بار یم گریہ مرا جوش پہ آیا تختہ نہ کوئی کشتیِ افلاک کا ٹوٹا

مت باندھ سر بسمل بیتاب کو اسمین کیا لطف جو حلقہ تری فتراک کا ٹوٹا

ٹھکرایا تھا کیون اُسنے مری سنگ لحد کو ناخن جو ترے توسنِ چالاک کا ٹوٹا

نظارۂ خوبان سے یہ آنکھین نہین سیر رشتہ نہ ہماری نگہ پاک کا ٹوٹا

پتال تلک سوکھ گیا موسمِ گرما پانی نہ چہ دیدۂ غمناک کا ٹوٹا

وہ موج سبک لطمہ ہون اِس بحر مین غافل
دل جس سے نہ خار و خس و خاشاک کا ٹوٹا

ابر دود آہ سوزان گر ہوا پر چھائیگا ہے یقین عالم مین انگارونکا مینہ برسائیگا

میرے نالو نکلے نہ جبتک تازیانے کھائیگا کب سمند چرخ کجرو راستی پر آئیگا

کہان ناخن نے عقدہ آج تک کھولا ہے مشکل کا
نہین ہوتا ہے کار بستہ وا ہونیکے دنیا مین
نہین پکھ نظر آتے ہین قیس و کوہکن مجکو
اسے سودے کی بیماری ہے اور مجکو مرض دل کا
بجے خورشید محشر زاہدان خشک کہتے ہین
پسند سوختہ ہے شعلہ رخسارونکی محفل کا
اسیر الفت محبوب ہے ہر اک زمانے مین
فرشتونکو کیا ہے اسنے قیدی چاہ بابل کا
پس مردن کفن ہے اسکے بھی واسطے وفا [illegible]

اگر عریانی مجنون پہ آتا رحم لیلی کو
[illegible]

مقدر مین اگر ہوتا بر آنا مطلب دل کا
نہ رہجاتا مری جانب کو ٹھکر ہاتھ قاتل کا

نہین آسان تڑپتے دیکھ سکنا ہمسے بسمل کا
یہی باعث ہے جو منھ پھر گیا شمشیر قاتل کا

غبار دشت مجنون کو بھی لیلی ہی محبت تھی
بگولا جو اٹھا اسنے بچھوڑا ساتھ محمل کا

طرف گرداب کے کھینچے ہے دست موج دامن کو
جو بحر عشق سے کرتا ہے کوئی قصد ساحل کا

وہ سرو دلفریب آیا ہے پھر سیر اے قمری
مقام رشک ہے ہونا چمن مین سرو مائل کا

زمین عشق مین ہم دانہ ہا اشک بوتے ہین
بجز لا حاصلی خرمن نہین کچھ اپنے حاصل کا

وہ شاہ ظلم پیشہ حسن کی دولت مین گم ہے
کہ جسکو دادخواہون پر گمان ہے تا ہی سائل کا

بیابان گردی مجنون کا پھر ہے شور صحرا مین
چکا دی پاے خفتہ کو ہمارے غل سلاسل کا

وہ آئینے مین صورت دیکھکر اپنی یہ کہتا ہے
نہین ہے آج دنیا مین کوئی میرے مقابل کا

چھڑایا ایک ہی تلوار مین زندان ہستی سے
دہان زخم سے واجب ہے مجکو شکر قاتل کا

تقرب ہے اگر منظور تو مل دور باشون سے
کہ میل راہ سے اکثر نشان ملتا ہے منزل کا

بہار خط خوبان سے ہین آثار خزان پیدا
عبث تو شیفتہ ہے اسقدر اس خط باطل کا

عزیز اس سے نکلیے گر وہ مانگے جان شیرین بھی
جواب تلخ سے دل توڑیے ہرگز نہ سائل کا

دیوان اول

۴

کوئی عطار غافل عطر کھینچے گر مری گل سے
[illegible]

[illegible]

قند

[illegible]

قتل عشاق پہ باندھی نہیں گر تونے کمر
کیون نہ مظلومی دلبر مجھے رونا آئے
اسکے ہر بوسے مین ہم پاتے ہین شکر کا مزا
گرتے ہی چشم سے آنسو کا ملا پھر نہ پتا
پشت پا توڑکے نکلا جو چھپا تلوے مین
ناخن دست جنونکی مین کہون کیا تیزی

ہر طرف کو ہے یہ پھیر گنج شہیدان کیسا
گھر گیا جاکے بیان صف مژگان کیسا
ہے ذقن کا تری ای شوخ نمکدان کیسا
مل گیا خاک مین یہ گوہر غلطان کیسا
تیز اس دشت کا ہے خار مغیلان کیسا
چاک سینے کو کیا اسنے گریبان کیسا

نہ زمین ہوتی ہے شق اور نہ فلک پھٹتا ہے
نالہ کرتا ہے تو غافل شب ہجران کیسا

۵ غافل

درد آشنا جہان مین کوئی مجسا کم ہوا
گو میرا ہاتھ لکھنے کی بابت قلم ہوا
انمین سے ایک کی بھی خبر آئی ہمین جب
کیا کیا نہ سرکشونکی یہان گردنین جھکین
جبتک درست وضع نہ تھی ایک سنگ تھا

گر غیر بھی ہوا تو مجھے اسکا غم ہوا
تسپر نہ شوق نامہ نویسی کا کم ہوا
جو قافلہ روانہ ملک عدم ہوا
سید انہیں اسکا نیچہ جب علم ہوا
ہمنے تراشا تب کہین وہ بت صنم ہوا

غافل نہ جسکی یاد سے مین ایکدم ہوا
دل خستگان عشق کا رونا نہ کم ہوا
آنکھیں جو خشک ہو گئیں تو زخم ہوا
حال فراق جسمین ہمارا رقم ہوا
اس خط کا حرف حرف سے کوئی حرف ضم ہوا
نکلا نہ داغ دل سے ہمارا تو کوئی کام
نہ وہ چراغ دیر نہ شمع حرم ہوا
واقف ہوے جو حال ہمارا [illegible]

مضمون

جھلکا ہے سمت خاک ہی جو سر لگی [illegible]
مٹی مین ایک رو جو ملنا [illegible]
دنیا سے جو سا نہ ملک عدم ہوا
جا مانگو [illegible] مکان پا [illegible]
خالی کبھی نہ کیسہ اہل کرم ہوا
اسراف [illegible] کی طرح [illegible]
گلکار گر ہوا بھی تو نقش ارم ہوا
نکلا نہ نقش غیب سے جہان کا [illegible]
ہر بارہ دل سفال [illegible] جام جم ہوا

مضمون سوز دل جو لکھا خط مین یار کو
کاغذ بہا پھر اک دریا کی طرح سے
نالان تھا یونہین ایک جہان جسکے ہاتھ سے
لکھا جو مین نے واقعہ دل کا ماجرا

کھولا لفافہ اُسنے تو شعلہ علم ہوا
آنسو تھمین نہ نامہ ہمارا رقم ہوا
باندھی جفا پر اُسنے کمر اب ستم ہوا
گریان ہوئی دوات تو نالان قلم ہوا

غافل کو کام کچھ نہین ان اہل جاہ سے
اُسکی بلا سے کوئی اگر ذی حشم ہوا

مردے زندہ ہوتی ہین اعجاز یہی حال کا
قم باذنی ہے مگر نالہ تری خلخال کا

نالہ کش زیر قدم ہی دل کسی پامال کا
درد آگین ہی جو شیون یار کی خلخال کا

جامہ شبنم سے بھی جس گل کا چھلتا ہو بدن
چاہیے کیا ایسے نازک تن کو کپڑا چھال کا

چاہتا ہی یہ غرہ حسن ای رشک پری
ہاتھ مین جو روکے ہو پایہ ترے سکھپال کا

ہوگئی صرف خزان ای گل بہار جار باغ
جیسے دیکھا رنگ تیرے چمپئی رومال کا

سر پہ اکدن اضطراب دل قیامت لائیگا
حشر کے آثار ہین آیا بہت بھونچال کا

بسکہ رہتا ہی ہمارے مرغ دل کا منتظر
دیدۂ مشتاق ہی ہر ایک حلقہ جال کا

جرم بیحد ہین ترے غافل تو کچھ داغ
ہاتھ تھک جائیگا آخر کاتب اعمال کا
کس طرح یکسو رہے دل مجھ پریشان حال کا

[illegible]

مر گئے پر یاں ہی حیوانوں سے بدتر آدمی
حب زر کا ہے مآل کار تا ریکی قلب

بوسہ لب کب شکر خوروں سے وہ رکھی دریغ
فیض صحبت تیرہ بختوں کو اثر کرتا نہیں

کفش پا میں بھی نہیں مصرف ہی اسکی کھال کا
یعنی ہوتا ہی سیہ دیوار و در ٹکسال کا

طوطی خط کو دیا ہو جسنے دانہ خال کا
مزرعۂ خط میں ہو کب سرسبز دانہ خال کا

آشنائے بحر الفت جبسے اے غافل ہیں ہم
سو نس کا اندیشہ ہے ہمکو نہ ڈر گھڑیال کا

مجلس افروز جو شب چہرۂ جانانہ ہوا
گردن شمع کو خنجر پر پروانہ ہوا

استخوان تن مجنوں نہ کہیں کھائے ہوں
سگ لیلے کو یہ ہم سنتے ہیں دیوانہ ہوا

نشۂ مے نے کیا بند دو عالم سے رہا
خط آزادی ہمیں تو خط پیمانہ ہوا

چین ابرو میں نہ رکھ تو کہ برا عیب ہے یہ
کاٹتی کم ہے وہ جس تیغ میں دندانہ ہوا

فرق خوردی سے کب آتا ہے بزرگی میں مری
داخل سجہ ہے چھوٹا بھی اگر دانہ ہوا

کس توقع پہ کرے خدمت محبوب کوئی
تار گیسو سے رفو کب جگر شانہ ہوا

خلوت قدس میں جا ملتی ہے مجذوبوں کو
وہی اسکا ہو جو آپ سے بیگانہ ہوا

مارے سطوت ادا سجدۂ شکرانہ ہوا

اشتیاق رخ و گیسو میں ترے دل میرا
سوانگ لایا کبھی آئینہ کبھی شانہ ہوا

کام آیا نہ برے وقت کوئی ای غافل
جسکو سمجھا تھا میں اپنا وہی بیگانہ ہوا

[illegible]

خواب میں ہم اسے اور صبح کا آغاز ہوا
عہد پیری میں بھی غفلت نہ گئی اپنی دریغ
کب جھکا قد سے کہ قابل پرواز ہوا
میں گرفتار ہوا مرغ قفس زاد کی طرح
کون سے وقت فلک تفرقہ پرداز ہوا
اس کے دم سے تھا وہ بت ظلم کا غماز ہوا
تھی ہوس کی ہمدم ہی کی غماز ہوا
حال دل جس سے چھپاتا تھا میں اپنا غافل
جیسے میں شعلہ نرگس کا غماز ہوا
آنکھ نرگس کی چمن میں نہیں تیری

چین آگے قد موزون کا پڑا تھا سایہ
وہ نہال چمنی سرو سزاوار ہوا
ہم تو از خود نہ کبھی خواب لحد سے اٹھے
نیند میں شور قیامت غلط انداز ہوا
وہ نگہ نکلی تری چشم سے اک سحر ہوئی
وہ سخن نکلا ترے لب سے وہ اعجاز ہوا
لگ اٹھی آگ گلستاں میں مرے نالے سے

یاد میں اس کف رنگیں کے یہ خوں رویا میں	غیرت صحن گلستان مرا کاشانہ ہوا
کس نے اٹھا رنگ رنگیں ہے چمن میں پڑا	رشک یاقوت جو شبنم کا ہر اک دانہ ہوا

قصۂ درد مرا جس نے سنا ہو غافل
کب پسند اسکے بھلا اور کا افسانہ ہوا

آفت جان فقط یار کا انداز ہوا	جی کے دشمن ہیں سبھی غمزہ ہوا ناز ہوا
توسن ناز کی کیوں باگ نہیں لیتے ہو	خون سے گلرنگ تو میدان تگ و تاز ہوا
کونسا وصل کا اسلوب تھا میرے انکے	ان تو ہے تو مرا کام خدا ساز ہوا
کیوں نہ پتھر سے ہم آئینہ دل کو توڑیں	کب یہ شایان نگاہ غلط انداز ہوا
نالہ کش جسکی جدائی میں رہا میں برسوں	ایکدم بھی نہ مرا آ کے وہ دمساز ہوا
کھیل ہے یار کو ٹھوکر سے جلانا مردے	فخر کیا اسکا جو عیسیٰ سے یہ اعجاز ہوا
جیسے آہنگ سنی اس نے مرے نالے کی	پھر نہ مرغ چمنی زمزمہ پرداز ہوا
بوئے گل آتی ہے جاتک مرے پیراہن سے	وصل کی رات لپٹنا ترا غماز ہوا
پاس ٹھلاتی ہے لیلی ترے دیوانے کو	قیس دل خستہ کا کس مرے پہ اعزاز ہوا

برق صیاد نے میں گل شعلہ کس دم آواز ہوا
کوسے جانان کا تصور جو ہمیں تھا دم مرگ
[illegible] در باز ہوا
ہیں نرگس میں چمن جو میں روز و شب گیسو جانان ہم
اپنے پہلو میں ملک [illegible] ترسی بینا ہوا
عاشقوں میں نہ کبھی تم سے بیمار ہوا
دے سکا ساتھ نہ دو گام انداز ہوا
کرو میں عشق میں جیسے قدم اے غافل
[illegible] ابو تھا اے غافل انداز ہوا

[illegible]

پے زینت دلا کاجل کا تل آتی سنے بنایا ہے
غضب ہوگا اگر دو سے سو وہ خال ذقن بگڑا

کہیں شیشہ لوندھا ہے اور کہیں ہے واژگون ساغر
تیرے اٹھنے سی اے میکش یہ طور انجمن بگڑا

بنائے ظلم گردون کو کیا ہے کسنے مستحکم
بنے بگڑے نہ گھر اور نہ یہ قصر کہن بگڑا

قلم ہوئیگا اے مشاطہ تیرا ہاتھ شانے سے
اگر زلفین بنانے مین کوئی پیچ و شکن بگڑا

کیا وہم مری جانب سے کسنے زلف مشکین کو
جو مجھسے بیطرح یہ لشکر شاہ ختن بگڑا

موافق سی ہر اک شئی زیب دیتی ہے زمانے مین
لگی بیٹھی جہان آئی یہ جا نو پرین بگڑا

عجب انداز سے انگڑائی لی اُس مست صہبا نے
نہ سینہ کج ہوا اسکا نہ اُکی رہ دہن بگڑا

اگرچہ مین نے دو غزلین کہین اس بحر مین غافل
بناوٹ اسکو کہتے ہین نہ انداز سخن بگڑا

رہی قدر شرافت کیا زمانے کا چلن بگڑا
رزالے اینٹھتے پھرتے ہین ایسا بانکپن بگڑا

ہوے پیر بھی ہو ممنون نقاش محبت ہم
بنا تصویر ادے یار جو حرف کفن بگڑا

گذارا کعبہ و بتخانہ مین ہو کسطرح میرا
ادھر تو شیخ بگڑا ہے ادھر ہی برہمن بگڑا

خرابی اس بنائے ہستی فانی کی مت پوچھو
حباب آبجو کی طرح بنکر قصر تن بگڑا

گلشن کا مرے نامی پھر خوب ہوا ورنہ [illegible] فزان ہوتا

[illegible] کیا [illegible] بنا [illegible]

کیوں نو [illegible] زبان [illegible] ہوتا

خورشید [illegible] ہم [illegible] ہوتا

خدا [illegible] گلشن میں [illegible] ہوتا

حیرت تو سمجھے غافل پھر بھی نا دی

منزل کا ہوں [illegible] شکستہ [illegible]

پیکان ہے یار بن ہمیں ہر قطرہ آب کا

باران تیر ہے یہ برسنا سحاب کا

اک دن تو قصد کیجیے تماشای آب کا

تڑپے ہے موج آنکھوں میں ہم [illegible] حباب کا

اللہ ری نزاکت ساقی کہ بزم میں

اٹھتا نہیں ہے ہاتھ سے شیشہ گلاب کا

قاصد مری تسلی کو کچھ تو بھی لکھ لائے

ہر صبح جو گریبان کرتا ہے چاک اپنا

ناحق زبان شمع محفل کو کاٹتے ہیں

ہنگام عرض مطلب آتا ہے یاد اسکا

کیا جانے گوش گل میں کیسے جاتی ہے صبا کیا

اس کم سخن نے کوئی بتلاؤ تو کہا کیا

تکرار سے یہ کہتا پھر کہیے تو کہا کیا

در پردہ گر نہیں ہے شوق نظارہ تمکو

چھپ چھپ کے ہے وہ غافل چلمن سے جھانکتا کیا

گر خط میں قلم وصف گیسو کا ترجمان ہوتا

گلشن میں وہ خوش قامت گر جلوہ کناں ہوتا

صحرا میں وہ گر میری زنجیر کا غل سنتا

گر ضبط نکرتا میں فرقت میں تو کیا کرتا

ہے سد رہ وحشت زنجیر مری ورنہ

نظارہ خوبان کی تو بھی ہوس جاتی

تسکین ہے ترے ای بت ظاہر ہو کہ تجھے

ہم خانہ خرابونکو جو رہنے کی جا دیتا

غالب کہ میرا خامہ مار دو زبان ہوتا

جیوں شاخ یہ دیے پاؤں شمشاد رواں ہوتا

لیلی کیطرح مجنوں پردے میں نہاں ہوتا

روتا تو لہو بہتا جلتا تو دھواں ہوتا

زنداں میں نہوتا میں کیا جانیے کہاں ہوتا

حلقہ مری آنکھوں کا گر آئینہ داں ہوتا

کرتا نہ کبھی باتیں گو تیرے دہاں ہوتا

اسکے لیے جنت میں تعمیر مکاں ہوتا

معلوم ہے وہاں [illegible] سے [illegible] جواب کا

ہم [illegible] مطلب [illegible]

مالک [illegible] بھی [illegible]

غالب [illegible]

میری طرح [illegible] میں [illegible]

گلشن بھی [illegible] یار بن ہمیں [illegible] گلاب [illegible]

آنکھوں سے کم نہیں [illegible]

[illegible] چمن [illegible]

[illegible] پیکان [illegible]

[illegible]

دیوانِ غافل

11

اب شاہ زمین معدن یاقوت ہی جہان
توڑا تھا اُس صنم نے پیالہ شراب کا

یکتائی چاہتی ہے یہ حسن غیور کی
ہو گنجفے مین بھی نہ ورق آفتاب کا

کیا کیا یہان نہ نکلین نہین اور بگڑ گئین
ہستی بھی اک نمونہ ہی موج حباب کا

غافل اگرچہ پیش نظر کچھ نہین دلے
آنکھون مین پھر رہا ہی سمان شب کے خواب کا

زلفون سے اُسنے کام لیا ہی نقاب کا
مین تیرہ بخت کیون نہون کشتہ حجاب کا

اُلٹا ہی کسنے چہرے سے گوشہ نقاب کا
جو آج اسطرف کو ہی منھ آفتاب کا

خیرات بانٹتی تھی جہان چشم درفشان
تھا دست موج بحر مین کاسہ حباب کا

پروانے کے حضور جلایا نہ شمع کو
بلبل کے آگے پھول نہ توڑا گلاب کا

ترک شراب بھی جو کرونگا تو محتسب
توڑونگا تیرے سر سے پیالہ شراب کا

تیرے جلے ہوونکے اُگا خاک سے جو نخل
ہر اک ثمر مین اُسکے مزا تھا کباب کا

ظلمت نشین ہین ایک ہمین ورنہ صبحدم
گھر مین ہر ایک کے ہی گذر آفتاب کا

اے گل عرق فشان ہو مری خاک گور پر
ہے قبر پر ثواب چھڑکن گلاب کا

عاشق ہے آفتاب بھی اُس آفتاب کا
منھ اپنا تو نہ غافل مشتاق سے چھپا
پردہ اُٹھا دے شاہد معنی حجاب کا

[illegible]

تجھے نہ آئی حیا اور مین حجاب آیا
کیا ہے شمع نے جو چاک پردہ فانوس
کوئی کسی سے لپٹتا ہے یون سر محفل
کوئی تو محفل خوبان مین بے نقاب آیا
ملا جو تکیہ زانو کبھی تو خواب آیا
مدام ہم جو پیا کرتے ہین یہ آب کی طرح
حلال مذہب رندان مین ہے شراب آیا
ہم انتظار مین قاصد کے پہونچے تا لب گور
جواب بھی آئے تو جانین بہت شتاب آیا
نہ دو بادہ تری نازکی نمی سے دریا مین

نفیر یار نہ جھپکی مری پلک سے پلک
[illegible]
ہر ایک گل کو تمنا ہوئی کہ جام بنے
ہمارے کام نہ دیدہ پر آب آیا
کبھی نہ آتش سوزان دل کبھی اس سے
ہمارے لکھے کا جو آیا تو یہ جواب آیا
[illegible]

جلنے مین زیادہ تر ہین جگر سوختگان عشق
آتش پہ رنگ سرخ ہوا اکثر کباب کا

کہتے ہین جسکو چرخ نکوکب نجوم دان
ہے کرم خوردہ اک ورق اپنی کتاب کا

قسمت یہ نارسا ہے جسے مین نے خط دیا
وہ مرغ نامہ بر ہوا طعمہ عقاب کا

کب کاملان غنی ہون کسی سے مدد طلب
ڈھونڈھے نہ شہسوار سہارا رکاب کا

جانے دیا نہ ہمکو فرشتون نے تا فلک
نالے کو میرے حکم ہے تیر شہاب کا

محشر مین پوچھتا ہی نہین جب کوئی ہمین
کیا نامہ گم ہوا ہی ہمارے حساب کا

خاموشی مین نہ ٹال سوال فقیر کو
بہتر ہے اس ندہی سے دینا جواب کا

وہ بادہ کش ہون گر ہون مرے ہاتھ بھی قلم
جیون شاخ گل چھٹے نہ پیالہ شراب کا

تھی رنگ عارضی سے تنفر زبس ہمین
باندھا نہ ہمنے شعر مین مضمون خضاب کا

اِس خاکدان مین ہے مجھے غافل یہ آرزو
گر ہون غبار بھی تو در بو تراب کا

ہمین یہ شب پس دیوار اُسکی خواب آیا
کھلی تب آنکھ کہ جب سر پہ آفتاب آیا

وہ تیرہ روز ہون جسکے سیاہ خانے مین
نہ آفتاب ہی آیا نہ ماہتاب آیا

جو تیرے ہین بدن کے لئے حباب آیا
[illegible]
دل اپنا ... سر کوئی ... آیا
[illegible] غافل
[illegible] آیا

[illegible]

رہا نہ خالی زمانہ کبھی حسینوں سے
فراق مہو کمران لبسکہ رو یا ہون
لگا لیا اُسے آنکھوں سے اپنی خوش ہو کر
نظر نہ ٹھہرے گی خورشید حسن پر اُسکے
مین آپ جاؤنگا قاصد کی کل خبر لینے
مگر یہ دید کے قابل نہین تھا بحر جہان

جو ماہتاب گیا یان سے آفتاب آیا
نکر تلک مری سو بار سیل آب آیا
پری کے ہاتھ جو وہ حلقہ رکاب آیا
وہ یہ سمجھ کے مری آگے بے نقاب آیا
اگر نہ آج بھی خط کا مری جواب آیا
عدم سے بند کیے آنکھ جو حباب آیا

قصور ہمسے تو کچھ بھی نہین ہوا غافل
یہ کیا سبب ہے کہ وہ بر سر عتاب آیا

ہے زہر حق مین تیری دولت کا یہ خیرا
وہ تشنہ لب ہون کر مین صحرا کی سمت جو جان
کسکی صفائی تن کا کشتہ ہون جن زمین مین
گر تو نکو تھام رکھے کیونکر وہ دست رنگین
سیلاب اشک میرا طوفان کری جو بر پا

زر دار ہی تو اکثر مرتا ہی کھا کے ہیرا
چشمے تو سوکھ جائین نایاب ہو سطیرا
ہر ریزہ استخوان کا چمکے ہے جیسے ہیرا
ممکن نہین کہ ہووے مرجان کا نیبہ ہیرا
اک پل مین ڈوب جا سیلان کا بھی جزیرا

آدم ہی کی خلقت میں جتنے ہیں گوہر کالے
حیرت کی جا ہے خط رخسار ماہرویان
رخ معدن عقیق ہی سبزے کو دو نہ رخصت
کیا غیر نے کہا وہ جو آپ نے نہ مانا
مستون کے سر پہ سایہ کرتا نہ ابر رحمت
ہم مفلسونکو ہرگز ڈر چور کا نہیں ہے
مژگان سے بھی گرے پر آنسو رہا موقر

ہر ایک اصل اُنکی بصری ہو یا کہ شیرا
گلہائے یاسمین مین پیدا ہوا ہے زیرا
بوئین نہ کھیت اُسکا پیدا جہان ہو ہیرا
اک عرض میری اصلا ہوتی نہیں پذیرا
ناصح جو بادہ نوشی ہوتی گنہ کبیرا
کیا یان پڑا ہی لیکا جسکو اُٹھائی گیرا
دُر نجف تھا آگے اور اب بنا یہ ہیرا

باشاعران پیشین غافل مرا چہ کارست
خوش کردہ ایم طرز اشعار مصحفی را

کسکی صفائے تیغ سے نادم ہوا ہی ہیرا
گلشن مین دیکھ تیرے دانتونکو ای گل تر
یاد صفا کے نا فر دشمن ہوئی ہے جی کی
پینے مین جب اچھالے لی ہی زمین ہینے

جو پردۂ زمین مین جا کر چھپا ہے ہیرا
شبنم کی طرح پانی ہو کر بہا ہے ہیرا
ہاتھون سے تیرے جسکو کھانا پڑا ہی ہیرا
خوش طالعی سے کنکر پتھر بنا ہی ہیرا

تیغ پر خون وہ اگر دھوئے کسی کا ہیرا
ہندو زن رنگ چمن پر ہو بہار دریا
عطش عشق کی لذت یہ ملی ہے ہمکو
جا کر بن آگ مین اور ہون نہ دو چار دریا
ذرہ مین لگاتا ہے اُسے یہ تقصیر
کیون ہوا نہ اثر اشکوہ گزار دریا
سرق عکس شفق پر ہو برا لب کا گمان

کیونکہ قالین تہِ سطحِ صحرا ہے جنون | گل کھلاتے ہین مرے آبلۂ پا کیا کیا
اسی خوشی پہ تو سو باتین سنائین اونسے | بولتا ہین تو وہ کیا جانیے کتنا کیا کیا
کیون نہ ماتم کدہ دہر مین حیرت برسے | خاک مین ملگئے ہین آئینہ سیما کیا کیا

دخترِ رز کی ذرا دیکھیو شوخی غافل
جلوہ کرتی ہے پس پردۂ مینا کیا کیا

پا بوسی سے کسی گل کی ہے پا بوس حنا | اے صبا ملتی ہے جو تو کف افسوس حنا
کیا ترے ہاتھ کا چوری سے لیا تھا بوسہ | ہے جو زنجیر خط دست مین محبوس حنا
پیش ازین ہوتے تھے یہ میرے لہو سے رنگین | اب تو اُن دست نگارین کی ہے ناموس حنا
آتشین رنگ سے اسکے ہی ڈر ہے مجکو | پھونک دیوے نہ کہین خانۂ ناموس حنا
دیکھکر کیون نہ تجھے غرق بخون ہو لالہ | تیرے پانونکی ہے رشک گل فردوس حنا
آتش رشک مین جل بھنکے ہوا خاکستر | پاے رنگین کی تری دیکھکے طاؤس حنا
خبر مرگ مری سنتے ہی کی ہاتھ سے دور | تونے بندھوائی تھی کس ساعت منحوس حنا
داغ خون گشتہ غافل کی رسائی کب ہے | جس سری کی نہ ہوئی ہو وہ قدبوس حنا

تن پہ اک بار گران ہے سر و گردن اپنا
برق ہر بار جو گرتی ہے اسی پر دہقان
پیر سے خرمن نہیں پیری کے ہیں خرمن اپنا
بنگیا شعلہ جو الہ فروغ رخ سے
طفل دہقان نے پھرایا جو فلاخن اپنا
کے وہ دن کہ معظم ترم پاک تھے ہم
اب تو ہے گوشہ خرابات میں مسکن اپنا
کب وہ خورشید لقا آئیگا یارب گھر
تیغ فولاد ہمیں کاش سبکدوش کرے
بسکہ پامال ہوا سبزہ مدفن اپنا
چادر سبز بنا اسکی وہی آخر کار
دولت ہی دولت میں پھر اون کو دشمن اپنا
صاف کیجئے گا اگر ہو دل بد ظن اپنا
تم نے سا جو ہے سے ہیں اثر محبت پیدا
ہائے کیا راز چھپا ہو دیوانا غافل
گرد وہ ہمان کی شے ایک سے قدرت پیدا
ذات باری میں بھی شک ہو عبث ہے اپنا

نسبت عشق سے اُمپر بھی مجھے شک آیا
فوج غم سے نہیں آتی ہی اگر دل پہ شکست

ضعف سے زرد اگر چہرۂ بیمار ہوا
کیون ہمارا علم آہ نگون سار ہوا

کتنی برگشتہ ہے تقدیر ہماری غافل
دل دیا جسکو وہی درپے آزار ہوا

بسکہ کی پای جنون نے مری طاقت پیدا
شرم عصیان سے عجب کیا ہی اگر بعد فنا
جان دی اور نہ احسان لیا یارون کا
نور سینے کا ترے وہ کوئی پا سکتا ہی
خنجر ناز سے گر ذبح کرے وہ قاتل
دود دل اپنا اگر یون ہی رہیگا چھایا
مرتبہ دیکھکے مومن کا کہینگے کافر
خط ہمارا یہ یقین ہے کہ جلا دیگا
عرق انفعال سے ہم نامہ لکھیں گے تجکو

غل سے زنجیر کے ہی شور قیامت پیدا
سرنگون ہوے مرا سبزۂ تربت پیدا
مجھسا ہووے تو کوئی صاحب ہمت پیدا
گل مہتاب کرے لاکھ صباحت پیدا
خوبرویونکو بھی ہو شوق شہادت پیدا
حشر تک ہوگی نہ صبح شب فرقت پیدا
کاش کرتے نہ ہمیں روز قیامت پیدا
کہ تری وضع سے ہوتی ہی شرارت پیدا
آگ ؛ کھلاتی ہے تا ہوی عبارت پیدا

قیس مشتاق ہے ہر زادہ روزن اپنا
ایلئے پاؤں نکلنے کا نہ نکلے ہیں سے
مجھپہ احسان نہ رکھنا کسی سوزن اپنا
ایک مدت ہوئی بس کی نہیں پیش اپنی
مفت جانانہ ہیں ان سے ہم اپنا
معرفت ان کا دیا جو ناز نہیں
موج ان اشک کا اب نامہ ہے سر سن اپنا
کوئی گرداب سے ہیں ... کیا مطلب ہے
بیان ہیں تیرے ... بیض ہی دامن اپنا
زنجیر اور داغ جنون ... بہار ... ہیں اپنا
سب جو وہ دیوانے ہیں کیا ... ہی ... دامن اپنا
باغ ... ... جنون میں دہی کا ... دامن اپنا
نا عرو دینی بی ... ... کو ... دامن اپنا
کرمیاج مرا ... دیوان جا ... بیلے دامن اپنا
فقیر ... اپنا ... ... برہم

بزم مین وا جو نقاب رخ جانان ہوگا
کوئی بیخود کوئی ششدر کوئی حیران ہوگا

بوے گل مجکو ستاتی ہی قفس مین یارب
بند کب رخنۂ دیوار گلستان ہوگا

دست فریاد ہر اک قبر سے ہوویگا بلند
گذر آسکا جو سر گور غریبان ہوگا

دادگر قاضی و مفتی نہین دیتے تو نہ دین
خون ناحق کا مرے کوئی تو پرسان ہوگا

روز ہجران کو گھٹا دے جو شب وصل کیطرح
تجھسے کیا یہ بھی نہ اے گردش دوران ہوگا

چھپکے بیٹھے گا کہان ہمسے وہ خورشید لقا
دنکو تو ہوگا عیان شب کو جو پنہان ہوگا

جسپہ پڑ جائیگا وحشت کا ہماری سایہ
وہ بھی آوارۂ صحرا و بیابان ہوگا

مین تو طول شب ہجران سے بہ تنگ آیا ہون
چاک کب صبح قیامت کا گریبان ہوگا

باغ مین جاے کیا خاک کہ اُس بن ہمسے
غنچہ بولیگا نہ گل ہی کوئی خندان ہوگا

رنج و ایذا ہی مین بہتر ہی جو گذری اوقات
یاد آئیگا وہ جب عیش کا سامان ہوگا

مزرعۂ خشک تمنا جو نہوگا سیراب
اور کیا تمسے بھرا ای دیدۂ گریان ہوگا

شرر اشک جو آنکھون سے گرینگے اسپر
غیرت گلزار آتش زدہ دامان ہوگا

ناخن دست جنونکی جو یہی ہے تیزی
چاک پھر سینہ بھی ہمراہ گریبان ہوگا

خط اور زیب عارض جانانہ ہوگیا	رونق چمن کی سبزۂ بیگانہ ہوگیا
جیون غنچہ کالبد مرا شوق شراب مین	گاہے سبو بنا گہے پیمانہ ہوگیا
اسکو بھی کیا نظارۂ عاشق کا رشک تھا	جو چشم مور روزن کاشانہ ہوگیا
آنسو جو پوچھے دست حنائی سے یار نے	یاقوت سودہ اشک کا دُردانہ ہوگیا
بھاڑے ہی کھاتا ہے ہمین دربان جو آپکا	کیا آدمی سے وہ سگ دیوانہ ہوگیا
نکلا حصار حلقۂ گیسو سے پھر نہ وہ	ایک فوج صف کشیدہ جسے شانہ ہوگیا
بزم چمن مین رات کو آیا جو محتسب	رندون کے آگے سبزہ بیگانہ ہوگیا
ہے بیقرار شعلۂ آتش جو سنگ مین	کیا گل چراغ مرقد پروانہ ہوگیا
گلشن مین رات دیکھکے اُس شکل شمع کو	ہر ایک برگ گل پر پروانہ ہوگیا
گذرا خیال جب اُسے زینت کا باغ مین	زلفون کا اُسکے غنچۂ گل شانہ ہوگیا
خجلت سے اس نماز ریا کی یہ روئے ہم	آنسو کا دانہ سبحہ کا ہر دانہ ہوگیا

راحت نصیب وہ ہون کہ غافل پس فنا
کنج مزار بھی مجھے تہ خانہ ہوگیا

شاید کہ روز حشر ہے دن انتظار کا
یہ بھی ستم ہے گردش لیل و نہار کا
لالے کا پھول باغ مین گلچین توڑتا
ہے یادگار میرے دل داغدار کا
عبرت جو کچھ بھی ہووے تو رونا ہے بوستان

ہین تیرے گریہ ناک جہان و فرو خاک مین
بنتا ہے ابر دان کی زمین کے غبار کا

نکلے نہ جان سوختہ تن سے تو خوب ہی
اچھا ہے قید سنگ مین رہنا شرار کا

ہر رشتۂ حیات ہی سے جسم کی نمود
وابستہ ہی طلسم یہ سب ایک تار کا

آوازۂ دہل ہے انا الحق کا بولنا
منصور نٹ کا کھیل ہے چڑھنا یہ دار کا

سائل کب اہل زر سے ہو دست تہی مرا
غنچے کے آگے ہاتھ نہ پھیلے چنار کا

ہم یاسمین زرد ہین باغ زمانہ مین
یکسان ہی رنگ اپنی خزان و بہار کا

سرمہ لگا کے یار چھپاتا ہی مجھسے آنکھ
کشتہ ہون اس بہانۂ دنبالہ دار کا

کھایا بغیر صید نہ اس ترک نے طعام
ایسا مزا پڑا ہے کباب شکار کا

ہر کشتہ کو ملے نہ یہان رتبۂ شہید
ہر ایک انتخاب نہو روزگار کا

اب تک جو بدرکاب ہی یہ توسن فلک
شاید چڑھا ہوا ہے کسی کم سوار کا

کیونکر نہ عشق چشم مین غافل گھلا کرے
بیمار کا سا حال ہو بیمار دار کا

مہیا شبنم گل مین ہو آب و دانہ بلبل کا
جو باغ دہر مین حاصل کرے رتبہ توکل کا

ہرگز نہ شاخ گل سے جدا آشیان ہوا
طالع کچھ اس چمک سے ہوا شاخ گل [illegible]
وہ عندلیب ہون کہ مرا خار کی طرح
وہ طفل شوخ آفت ہر پیر و جوان ہوا
تیغ نگہ سے قتل کیا اک جہان کو
کیا ہو گئی زمین تو جا آسمان ہوا
مارا ہے جوش جوش سے دریائے اشک نے
ہر گل کا تختہ باغ مین تخت روان ہوا
آیا وہ شاہ حسن جو گلگشت کے لیے
کشتی ہوئی دوات قلم بادبان ہوا
دریائے اشک کا جو لکھا [illegible]

خط شعاع خار و خس آشیان ہوا
ہاتھوں سے تیرے جوہر شمشیر کی طرح
عاشق کا ریزہ ریزہ ہر اک استخوان ہوا
تعریف جو جبین کی لکھی گلستان حسن کی
ہر صفحہ اس کتاب کا جنت نشان ہوا
آئینے مین پھڑک گئی طرز نگاہ پر

وہ شوخ [illegible] اپنے تیر کا آپ ہی نشان ہوا
نقش قدم کی طرح [illegible] رہ رواں ہوا
پامال [illegible] مین [illegible] کا رواں ہوا
[illegible] آسمان ہوا
[illegible] آتش فشان [illegible]
[illegible] نالہ [illegible] دھوان ہوا

سامنا کرنے لگا تیغ نگاہ یار کا
ہمسے کچھ پروانہ تھا جبتک کہ بینائی نہ تھی
واے قسمت کعبۂ مقصود تک پہنچے نہ ہم
صندلی رنگت تری آخر بلائے جان ہوئی
جبین آتا ہے چمن بند قضا سے پوچھیے
آدمی ہے اک نمونہ قدرت اللہ کا
عاشقی کا لطف پیری مین نہین کیا فائدہ
میری کشت خشک پر ہے قطرہ افشانی کا قصد
بنکے بجلی میرا نالہ عاقبت مجھپر گرا

بارے آئینے نے بھی اتنا جگر پیدا کیا
منھ چھپایا اُسنے جب نور نظر پیدا کیا
کم ہوئی طاقت اگر زاد سفر پیدا کیا
دل لگایا تجھسے کیا اک درد سر پیدا کیا
کیون نہال آرزو کو بے ثمر پیدا کیا
قطرۂ ناپاک سے ایسا گہر پیدا کیا
سوز دل تو نے جو اے شمع سحر پیدا کیا
حوصلہ تو نے بھی یہ اے ابر تر پیدا کیا
گر اثر پیدا کیا تو یہ اثر پیدا کیا

وصل کی شب ہوشگافی میری غافل دیکھنا
ڈھونڈھ کر بالون مین وہ موئے کمر پیدا کیا

تب وصف لعل لب کا ترے کچھ بیان ہوا
افسانہ خلق مین مرا راز نہان ہوا

جب برگ گل زبان ہوئی غنچہ دہان ہوا
آنسو بہا جو منھ پہ عرق کا گمان ہوا

[illegible]

دُرِ دندان کی ترے دیکھے آب
پانی پانی ہے چشمہ کوثر کا

صفِ مژگان پہ یون ہی غمزہ محیط
جیسے پلٹن پہ حکم افسر کا

خط پڑھا اور بھی مُنڈانے سے
مٹ سکے کب لکھا مقدر کا

تیرہ بختون کا نامہ بر ہے وہی
ہے سیہ رنگ جس کبوتر کا

کارفرمائی پر جو آئے عشق
کام شیشے سے لیوے پتھر کا

تاج شاہی ہے یہ کُلاہ نمد
بوریا تخت ہے سکندر کا

قد سے اُس گل کے کیا اُسی نسبت
کب ہے بوٹا سا قد صنوبر کا

ساق سیمین کی تب لکھون تعریف
تار زر ہو جو تار مسطر کا

عہد مین چشم مست کے تیرے
دور دو دن رہا نہ ساغر کا

کون تھا رات کو ترا ہمخواب
پھول کھلا گیا جو بستر کا

کوچہ گردی نہین شعار مرا
سنگ بھی ہون مین تو ایک ہی در کا

خط شکایت کا جسمین باندھا تھا
خون مین ڈوبا وہ پر کبوتر کا

تیغ ابرو کا کیا بیان کیجے
دم پھڑکتا ہے اُسپر خنجر کا

غم ہجران نے مجھے مار رکھا آخرکار
ایک مدت سے یہ دشمن مری تدبیر مین تھا

رکھدیا مین نے گلا آپ ہی خنجر کے تلے
ورنہ جلاد کو تو شک مری تقصیر مین تھا

واہ رے شوق شہادت کہ دم آخر بھی
دھیان بسمل کا تری برش شمشیر مین تھا

بات مین ہمنے شرابی کی نپایا وہ لطف
جیسا لکنت کا مزا یار کی تقریر مین تھا

جستجو کس گل تر کی تھی مجھے اے غافل
مین جو آوارہ ہر اک گلشن کشمیر مین تھا

ہر عضو بدن ایک سے ہی ایک ترا خوب
سینے کی صفائی سے ہی چہرے کی صفا خوب

قاصد کے بدن پر الف زخم لگے ہین
خط کا مرے لکھا یہ جواب آپ نے کیا خوب

آگاہ نہین ہے کوئی احوال سے میرے
جو مجھپہ گزرتی ہے وہ جانے ہی خدا خوب

بن بن کے دہن حلقۂ گیسوئے مسلسل
لوٹے ہے ترے بوسۂ عارض کا مزا خوب

ابتر ہوا جو شعر کہا زلف کا تیری
باندھا کوئی مضمون جو نکلا تو بندھا خوب

مدفون کیا تیری ہی گلی مین اُسے آخر
پائی تری عاشق نے پس مرگ بھی جا خوب

دو چار ہی شب ماہ تو رہتا ہے شگفتہ
مدت ہوئی دیکھا نہین وہ ماہ چھپا خوب

غل نہ کریان کون ہی فریادرس ای عندلیب
گوش گل کے پردے پھٹ جائینگے بس ای عندلیب

کاروان گل سفر شاید چمن سے کر گیا
آج جو نالان ہی تو مثل جرس ای عندلیب

چل دکھالاؤن کسیکا عارض رنگین تجھے
گل کی صورت کو گئی ہی تو ترس ای عندلیب

چھپکے دل کھولکر دو دن تو کر لے باغ مین
عاقبت تو ہوگی اور کنج قفس ای عندلیب

نالۂ آتش فشانکی میری مت تقلید کر
آشیانے مین ترے ہین خار و خس ای عندلیب

درزدی گل پر کمر باندھی ہی باد صبح نے
چاہیے گلشن مین اب کو عس اے عندلیب

ایک گل بھی آجتک پہونچا نہ تیری داد کو
بہتر اس نالے سے ہی ضبط نفس ای عندلیب

ہم تو یان الجھے ہین دام الفت صیاد مین
لوٹ تو گل کے مزے اگلی برس ای عندلیب

راز دل تو ہمسے اپنا کس لیے کہتی نہین
گل سوا اب کون ہی یان پیش و پس ای عندلیب

یار ہو کنج چمن ہو بادہ ہو مہتاب ہو
تب کہین نکلے مری دلکی ہوس ای عندلیب

چادر گل قبر پر اسکی چڑھانا بعد مرگ
تجھسے رکھتا ہے یہ غافل ملتمس ای عندلیب

نالۂ محزون ہی کسکا ہم نواے عندلیب
گوش دل سے گل جو سنتا ہی صداے عندلیب

بندھ رہی ہے باغ مین ایسی ہوا ے عندلیب
کبر بیجا ہی بڑی دونون ہی کرتا ہے ذلیل
ہے مینے دیکھا ہے سر گل زیر پا ے عندلیب
کونسا معشوق ہے جو قاتل عاشق نہین
تیغ شاخ گل سے لکھی ہی قضا ے عندلیب
[illegible]

باغباں نے جو نکالا اسکو بھی گلزار سے	سبزۂ بیگانہ تھا کیا آشنائے عندلیب
حسن ذاتی کو ہی کیا درکار زیب عارضی	غنچۂ گل کب ہی محتاج حنائے عندلیب
افسر شاہی ہے غنچہ تختۂ گل تخت ہے	سایۂ ہر برگ ہی بال ہمائے عندلیب
پیرہن میں پھر نہ وہ پھولی سمائے باغ میں	عطر گل ہوئے اگر زیب قبائے عندلیب
دیکھتی بعد خزاں روئے حسینان چمن	کچھ وفا کرتی جو عمر بے بقائے عندلیب
ہم وہ منصف ہیں کہ وصلی پر خط گلزار میں	رات دن لکھتے رہے ہیں ماجرائے عندلیب
وہ مریض عشق ہے ممکن نہیں اسکی دوا	ہو زر گل بھی اگر صرف دوائے عندلیب
بلبل نالاں کو بھی جانا تھا ہمراہ بہار	کاروان گل کو لازم تھا درائے عندلیب
جوش پر ہی اسقدر خون شہیدان چمن	ہو گیا گلرنگ دشت کربلائے عندلیب
غنچۂ خاطر شگفتہ ہو تو اس تنگی پہ بھی	خود قفس ہو جائے باغ دلکشائے عندلیب

ہم اگر تعلیم وہ ہوتے نہ اے غافل تو پھر
کون سنتا نالۂ رنگین ادائے عندلیب

گل ہے عارض تو قد یار درخت	کب ہو ایسا بہار دار درخت

دست رنگیں کا اسکے کشتہ ہوں
ہو حنا کا [illegible] درخت
جس جگہ دفن تھا یہ سوختہ جان
نہ اگا واں سے زینہار درخت
زینت خانہ باغ کون ہے آج
سجدہ کرتے ہیں بار دار درخت
[illegible] جو کہے افسوس

[illegible]
ہو نہ گلشن میں خار دار درخت
دامن یار اس سے الجھے گا
دشت میں ہیں جو خار دار درخت
[illegible]

[illegible]
گلشن عشق کا تماشا دیکھ
[illegible] درخت
[illegible]

یوں تو پھولے پھلے ہیں [illegible] درخت
تیری دوری میں [illegible]
[illegible] ہیں منتظر انتظار درخت
[illegible] جو گلشن میں [illegible]
[illegible] کی بار دار درخت
[illegible]

عالم تیب مین ہون یون غافل
باغ مین جیسے بے بہار درخت

آنے سے میرے گھر کے تمھین عار ہی عبث	اقرار جب کیا تو پھر انکار ہی عبث
ہر چاک زخم اب تو جگر تک پہونچ چکا	فکر رفوے سینۂ افگار ہی عبث
آتے نہین کسیکی عیادت کو خوبرو	اے دل تو اس امید پہ بیمار ہی عبث
دشمن کے کام کرنے لگا اب تو دوست بھی	تو ای رقیب در پے آزار ہی عبث
چھو جانے دے نہ زلف سیہ بھی جو غار کو	اُس سے امید بوسۂ رخسار ہی عبث
گلبن سے کم نہین ہی یہ رنگین قفس ترا	ای عندلیب خواہش گلزار ہی عبث
بے یار ہو رہا ہے سیہ اندرون جہان	دزدونکو آرزوی شب تار ہی عبث

کیا جانے چھپکے بیٹھ رہا کسکے گھر وہ شوخ
غافل خراب کوچہ و بازار ہے عبث

یاد آتے ہین یہ کسکو پھول سے رخسار سرخ	روتے روتے ہوگئی چشم دریا بار سرخ
عارضی ہے مجھ مریض عشق کا رنگ نشاط	تپ کی شدت سے ہو جیسے چہرہ بیمار سرخ

زرد ہے چہرہ ہمارا درد سے بار سرخ
اس سے بہتر ہے جو خون عاشقان سے لال ہو
لطف کیا گر زنگ سے تیری ہوئی تلوار سرخ
گر اچھین تعلیم دیوے نالہ رنگین مرا
مثل طوطی عندلیبون کی بھی ہو منقار سرخ
کوئی روتا بھی ہے اے غافل تو رونے کی طرح
اشک خون سے ہے ترے دامن کا ہر تار سرخ

باغ مین خاک اڑائیگی صبا میرے بعد

چاک ابہی غم سے گریبان کیا ہی مین نے	کون کھولیگا ترے بند قبا میرے بعد
اب تو ہنس ہنس کے لگاتا ہی وہ مہندی لیکن	خون رُلائیگا اُسے رنگ حنا میرے بعد
مین تو گلزار سے دلتنگ چلا غنچہ روش	مجکو کیا پھر جو کوئی پھول کھلا میرے بعد
وہ ہوا خواہ چمن ہون کہ چمن مین ہر صبح	پہلے مین آتا ہون اور باد صبا میرے بعد
سنکے مرنے کی خبر یار مرے گھر آیا	یعنی مقبول ہوئی میری دعا میرے بعد
ذبح کر کے مجھے نادم یہ ہوا وہ قاتل	ہاتھ مین پھر کبھی خنجر نہ لیا میرے بعد
میری ہی زمزمہ سنجی سے چمن تھا آباد	کیا صیاد نے اک اک کو رہا میرے بعد
آگیا بیچ مین اُس لف کی اک مین نادان	نہوا کوئی گرفتار بلا میرے بعد
قتل تو کرتے ہو پر خوب ہی پچھتاؤ گے	تجھسا ملنے کا نہین اہل وفا میرے بعد
برگ گل لائی صبا قبر پہ میرے نہ نسیم	پھر گئی ایسی زمانے کی ہوا میرے بعد
گر پڑے آنکھ سے اُنکی بھی یکایک آنسو	ذکر محفل مین جو کچھ میرا ہوا میرے بعد
تہ شمشیر یہی سوچ ہی مقتل مین مجھے	دیکھیے اب کسے لاتی ہی قضا میرے بعد
شرط یاری یہی ہوتی ہی کہ تونے غافل	بھول کر بھی نہ مجھے یاد کیا میرے بعد

پھر صدمہ ہوا کوئی دل زار کے اوپر
آنسو وہ ٹپک جاتے ہین رخسار کے اوپر
اندازہ سے یوسف کی جو اُسکے گری بازار
گر آتا ہے تجھے ... بیمار کے اوپر
آ فاتحہ پڑھ اور ... ہاتھ مین ہوتا
سر اپنا نہ تا قدم یار کے اوپر
ہو جائین اگر دوست نگاہین ...
گر آنکھ رکھون دیدہ خونبار کے اوپر
کیا بسکہ پسینہ ترا ... سے جو چمن مین
پڑ جائے کہین اس گل گلزار کے اوپر
اک زخم کی بھی جا نہین یان تن پہ ہمارے
وان سان دھری جاتی ہی تلوار کے اوپر
کیا بول اُٹھی بھی نہین ٹھری بھی انار تحقیق
جو سر تو نے کھینچا ہے تیغ سے دار کے اوپر
رخسار کو چھو آئے نہ جا جانب مژگان
غافل تو قدم دیکھ کے رکھ خار کے اوپر
اس سے ای نالہ رہا جائے جو دیوار مین در

[illegible]

ذکر یبان ہی مین حالت ہو نہ ہو دامن مین تار
ای جنون چھوڑا نہ تو نی ایک پیراہن مین تار

بیضۂ بلبل ابھی بستے ہین مثل حباب
ہم اگر رونے کا اپنو باندہ دین گلشن مین تار

کیونکہ جائے گلشن رخسار تک مرغ نظر
حلقہ حلقہ دام کی مانند ہین چلمن مین تار

عشق بت مین ہم اسے زنار سمجھے ای جنون
پیچ رہے گر دیکے دو چار بھی گردن مین تار

بنگیا وہ نافۂ مشکین در شانہ کشی
اسمین سی ذی رکھدی زلفونکو جس روزن مین تار

بے سبب دل سے صدائے آہ ہوتی ہے بلند
خود بخود رہتا ہی ساز چشم کا شیون مین تار

دیکھکر زخمون کو میری خون روتی اسقدر
بنگیا رشک رگ گل دیدۂ سوسن مین تار

گر یہی چالاکی دست جنون ہے بعد مرگ
تو کفن کا ایک رہنے کا نہین مدفن مین تار

کیا کہون مین کاٹ شمشیر نگاہ یار کا
صاف ای غافل گذر جاتا ہی جون صابن مین تار

خط مشکین یہ نہین ہی عارض دلدار پر
رہگیا ہے جل کے سبزہ آتش رخسار پر

حملہ یون کرتی ہے غفلت مردم ہشیار پر
جسطرح ہوئے ہجوم خواب شب بیدار پر

مرگیا ہون ایک گل کی سرخی رخسار پر
غسل میت مجھکو دینا تختۂ گلزار پر

عکس رخ تیرا پڑے گر موتیون کے ہار پر

پھینکنا بھی یہ کمند شوق بام یار پر

خال عنبر فام ہے پشت لب دلدار پر
مہر کی ہے یا کہ یہ درج در شہوار پر

کیوں ہوں کوتاہی ہو بوسے کی تکرار پر
کیا رہا قصے میں نوبت آئی جب تلوار پر

وارے گل کو اگر تیرے گل رخسار پر
کھیجیے نرگس کو صدقے نرگس بیمار پر

مائل حسن نکو ہوں لیکہ باغ دہر میں
گل کے اوپر جا پڑے گر ہاتھ ڈالوں خار پر

برق ہی نالاں نہ تھی اک ماتم فرہاد میں
ابر بھی آٹھ آٹھ آنسو رو گیا کہسار پر

یاد آیا میکہ جب کچھ طاقت پرواز تھی
چہچہے کرتے تھے ہم بھی باغ کی دیوار پر

ایک بھی دیکھا نہ ہمنے مہر و مہ کا مشتری
گرتے ہیں گاہک ہزاروں جنس حسن یار پر

میرے خون گرم میں تاثیر ہے شراب کی
چھالے پڑ جائینگے لاکھوں یار کی تلوار پر

صوت فرہاد پھر جاتی ہے آنکھوں کے تلے
چشمۂ شیریں نظر آتا ہے جس کہسار پر

ایک قطرہ گر عرق کا اسکے چہرے سے گرا
لاکھوں پانی کے گھڑے پڑ جائینگے گلزار پر

آمد آمد سنکے تیری او مسیحاے ماں
رنگ رفتہ آگیا پھر چہرۂ بیمار پر

خامۂ نقاش میں ہوتا جو رنگ اتحاد
کھینچتا تصویر بلبل باغ کی دیوار پر

درد مند عشق کی بالیں سے ہٹا شور حشر
بات چلا کر نہیں کرتے سر بیمار پر

پیچھے کرتے ہیں سب باغ کی دیواروں پر
ہمکو تا بام قفس طاقت پرواز نہیں
رحم اللہ تو کرتا ہے گنہگاروں پر
[illegible] عشق پیشہ ہے ہمواروں پر
دعوی رنگیں بیانی اس لب [illegible] پر
سامنے غافل کے [illegible] ای بلبل نالاں [illegible]
[illegible]
اڑتے تا بام قفس بھی [illegible]
[illegible]
بول اٹھی [illegible]

یوں ہوئے داغ برافروختہ گریہ سے سیاہ
پانی جیسے چھڑک دے کوئی انگاروں پر
قیس اسواسطے [illegible]
قدم ناقہ پڑیں تا نہ کہیں خاروں پر
[illegible] سے آتے ہیں نظر [illegible]
میرے نالوں نے یہ کیا ظلم کیا تاروں پر
اس طرح آتے وہ دریا سے نہا کر باہر

[illegible]

مرد صحرائی کو بھی شہر خوش آتا ہی کہین
قدم اُٹھتا نہین جولے دل دیوانہ ترا
جو تونگر ہوا اُسے قید مکان لازم ہے

نہ رہے گھر مین پلا ہو جو کبوتر باہر
کس پری رو نے یہ غرفے سے کیا سر باہر
مرد درویش ہین ہر ایک ہین گھر باہر

موج زن ایسا ہے دریاے محبت غافل
جسکے گرداب سے نکلے نہ شناور باہر

پڑا ہی عکس کس سیمین بدن کا صحن گلشن پر
عبث بیٹھی ہے بلبل ہو لگکر شاخ نشیمن پر
کسا زین آج کس ترک شکار افگن نے توسن پر
ترے جانے سے یہ صدمہ ہو گلہا گلشن پر
یہ کسکے سبزہ خط نے جلا کر مجھکو مارا تھا
نہ پوچھو کچھ ہمارے مزرعہ الفت کے حاصل کی
خدا کیواسطے قاتل نہ دھو خون شہیدانکو
خلش مژگانکی یاد آتی ہی گیا ٹانکی لگائی مین

بہار برگ وادوی نظر آتی ہے سوسن پر
گریبان گل نے پھاڑا ہی حریر یادو شیون پر
گریبان کو ہی حکم حلقہ فتراک گردن پر
گلے رکھ رکھ دیے غنچون نے تیغ برگ سوسن پر
جو سبزہ جل رہا ہی شل شمع سبز مدفن پر
بچے گر برق سے تو قبضہ حاکم ہو خرمن پر
بھلی لگتی ہے سرخی تیری تیغ سبز آہن پر
جو خون زخم کا قطرہ ہی رقصان نوک سوزن پر

جسے پاتا ہوں خالی گوہر اشک ندامت سے — صدف کی طرح میں ہنستا ہوں اسکی جیب و دامن پر

تری کاکل میں شانہ دیکھکر ڈرتا ہی جی میرا — کہیں اُٹھکر نہ ڈس جائے کہ رکھتی ہی یہ ناگن پر

عداوت کا سبب کیا اے رقیب رو سیہ ہمسے — جو تو مرتا ہی ابرو پر تو ہم مرتے ہیں چتون پر

پڑا ہے تیری سفاکی کا جب سے شور عالم میں — دعای حفظ جان بسمل نے لکھوائی ہی جوشن پر

مبارک ہو فرش قاقم و سنجاب منعم کو — گدا ہمرا ہیں گر رہتے ہیں خاک گرم گلخن پر

نرہ امین جو تو کھاتا ہی مال مفت دنیا میں — نظر رکھتے ہیں مرغ دانہ چین سنگ فلاخن پر

صفائے قلب سے آئینہ خورشید ہیں ہم تو — غبار آیا کسی سے کب ہماری طبع روشن پر

اسیر ناتوان ہوں کر نہ فکر قتل اے قاتل — خراش طوق ہی کرتا ہی کار تیغ گردن پر

زبس ہی انتظار اُس گل کے آنے کا اسیری میں — گل نرگس کا عالم ہی مرے زندان کے روزن پر

دہان یار سا گم ہے ہمارا زخم پنہانی — رفو کرنے کی اُسکے تہمت بیجا ہی سوزن پر

حقیقت بین کو کچھ مطلب نہیں حسن مجازی سے — گلی تصویر کا چہرہ ہو گو رنگ و روغن پر

پسینا یوں سیہ چہرے و ہنکے منہ پر زیب دیتا ہی — کہ جیسے خوشنما لگتا ہی کار کوفت آہن پر

دہان تخم محبت ہمنے بویا ہی جہان غافل — گرے دہقان پہ بجلی اور پڑے آگ خرمن پر

گھبرا کے ہی جی اب شب ہجران سے الجھکر — آثار قیامت کہیں جلدی ہو نمایان

ڈرتا ہوں کہیں تابش زلف سے ہو ٹکڑے — موسے کمر اُس زلف پریشان سے الجھکر

سو پیچ میں آیا ہی ہمارا دل صد چاک — شانہ کی طرح کاکل پیچان سے الجھکر

گرداب بلا میں دل عاشق کو پھنسایا — بال سے ترے زلف پریشان سے الجھکر

ہو گرکے ہے سب کعبہ مقصود کی منزل

کی کی نہ کسی نے سنبل و ریحان سے الجھکر

بیداد خط و زلف کے ریحان سے الجھکر

دامن سے الجھا ہو گریبان سے الجھکر

زور وحشت ... الجھکر

لیتا ہے فزون ... زندان سے الجھکر

الجھا نہ یہ دل کاکل پیچان سے الجھکر

شانہ تو چھٹا زلف پریشان سے الجھکر

[illegible]

وہ مسیحا دم نہ بیٹھیگا جو پہلو کے قریب
بام پردہ مہر طلعت شب کو گر آیا نہ تھا
ٹھیس تھی کی نہ لگجائے کہیں اس لیل کو
لطف تب امرد پرستی کا ہی باغ خلد مین
یہ بھی ہی قدرت خدا کی ای بت حق ناشناس
کیونکہ یاران عدم رفتہ کا ہو معلوم حال
طالب دیدار ہو مین بھی تو موسی کسطرح
یارب اتنی تو دعا میکشان ہو وے قبول

کسطرح ہو ویگا یہ درد دل رنجور دور
ہو گیا ای ماہ کیون چہری سی تیری نور دور
اپنی لب سے اک ذرا رکھ ساغر بلور دور
پاس بیٹھے جبکہ غلمان اور رکھی ہو حور دور
غیر تیری پاس بیٹھین اور بیٹھین ہم در دور
جا بسے ہمسے ہزارون کوس وہ منفور دور
مجھسے ناحق بھاگتی پھرتی ہی بر وقت زور
سر سے مستونکی نہو وے سایۂ انگور دور

ہین تصور مین قرین غافل حسینان دکن
گرچہ ہمسے ہے بہت وہ کشور معمور دور

تنہا نہ دست غم سے گریبان ہی تار تار
اے رشک مہر جامہ زرتار کا ترے
رگ رگ مین شور نالہ پنہان ہے بھرا ہوا

پیرزے جو آستین ہی تو دامان ہی تار تار
مثل خط شعاع درخشان ہے تار تار
ساز بدن کا مائل افغان ہی تار تار

چھڑکیں نہ نمک سینۂ افگار کے اوپر
جو بندگی حق کرے ہی خاص وہ بندہ
موقوف نہین کافر و دیندار کے اوپر
صیاد گئی فصل بہار اور کبھی تو نے
رکھا نہ قفس باغ کی دیوار کے اوپر
جو باغ مین نرگس کا مرے ہاتھ لگا پھول
صدقے کیا اس نرگس بیمار کے اوپر
یہ گریہ کی شدت ہے ٹھہرتا نہین اک دم
رومال مرے دیدۂ خونبار کے اوپر
کہتے نہ گلا اپنا کہین تیغ سے غافل
[illegible] تری ابروئے خمدار کے اوپر

آئے گلشن مین اگر بے پردہ وہ جان بہار
[illegible] گل کی طرف دیکھیں [illegible] بہار
بجھوا ای بلبل بہار [illegible] سامان بہار
دم کی دم مثل صبا مین ہون مہمان بہار
سبزۂ بیگانہ ہون اس گلستان دہر مین
[illegible] خزان ہو [illegible] باغبان بہار

جستگر دی

جسگھڑی فوج خزان گلشن مین صف آرا ہوئی
کام آئے سب سے پہلے مرد میدان بہار

پارہ الماس ہے پروانونکو اشک شمع
برق جان بلبلان ہی روئے خندان بہار

آئے گلشن مین جو مانند یوسف گل پیرہن
ہو دے بازار چمن مین تختہ دکان بہار

کونسا دل ہی نہین ہی جسمین رنگ آرزو
طالب گل ہی کوئی اور کوئی خواہان بہار

دیدہ خونبار گر تعلیم گریہ دی اُسے
شبنم گل سے ابھی پیدا ہو طوفان بہار

آب رنگ گل ہمارے گریہ خونین سے ہی
دیدہ پرخون ہی اپنا سیر سامان بہار

باغ عالم کو کبھی اک رنگ پر پاتے نہین
آج ہی اسمین خزان تو کل ہی دوران بہار

ترک جان سے اسقدر حاصل ہوئی انکو خوشی
ہنس رہی ہین مثل گل زخم شہیدان بہار

موسم گل ہی چمن سے مت نکال ای باغبان
اندنون جوبن پر آئے ہین جوانان بہار

جان بلبل نے اگر دی بھی تو زیر نخل گل
کس قدر تھا اسستم دیدہ کو ارمان بہار

فصل گل آنے تو دی اکی چمن مین ای صبا
دست گستاخ اپنا ہوگا اور گریبان بہار

گر غبار خط سے نکلے عارض رنگین ترا
خاک مین ملجائے ساری شوکت و شان بہار

کونسا گل اس چمن مین ہی جا ہی بلبل نہین
شاکی جور خزان ممنون احسان بہار

ہر موج بحر دامن ساحل میں چھپ گئی
کھینچا ہی کس نے یہ تجھے آغوش وہم میں

چنت کی دیکھ دیکھ تری آستین پہ خط
باہوں کے پڑ گئے ہیں تن نازنین پہ خط

غافل ہے جو جہان میں سلیمان ملک فقر
وہ کھینچتا ہے نسیخ کا تاج و نگین پہ خط

موج سرشک ہو جو نہ زنجیر پاے شمع
مجلس میں میری قبر پہ آ روئے گئے شمع

اس حسن عارضی کو ذرا بھی نہیں فروغ
کب روشنی ہو گر کوئی نہ انکو جلائے شمع

عاشق کے گر اثر نہو سوز و گداز میں
پروانہ جل مری تو نہ آنسو بہائے شمع

اللہ رے میرے کلبۂ احزان کی تیرگی
سائے کا حکم رکھتی ہے جسم ضیائے شمع

خندان کبھی ہے اور کبھی گریان میان بزم
کھلتا نہیں کسی پہ بیان ماجرائے شمع

تو وہ ہی جسپہ مرتے ہیں حور و ملک پری
دیکھا نہ جز پتنگ کوئی مبتلائے شمع

غم میں اگر پتنگ کے ہے چاک جیب صبح
شام سیاہ پوش ہے صرف عزائے شمع

ہر صبح کے صدقے نہ کیوں ہو تو اے پتنگ
دیکھا نہیں ہے آنکھ سے تو نے سوائے شمع

پروانہ مجھسے کہنے لگا اسکو دیکھکر
آسیہ میں نثار ہوں تو ہو فدائے شمع

۳۳

دیوان غالب

آتش رخسار جاناں شعلہ ور جب سے ہوئی
زلف شبگون مین بنا ہر ایک جا ہر شانہ شمع

کچھ سر زینت نہین ورنہ پر پروانہ کو
اپنی زلف و دو بچیان کا تبانی شانہ شمع

جلکے مرجائیگا پروانہ اگر آتش ہے ہیچ
کون اٹھائیگا ترے ہجر از بیشونا شمع

حال عاشق کی خبر ہوتی نہین معشوق کو
محرم راز اپنا پروانہ ہے اور بیگانہ شمع

روشنی اک شب تو کرتے مرقد مجنون پہ ہم
گر بجھا دیتی نہ باد صرصر ویرانہ شمع

دستگیری کر کسی پروانۂ افتادہ کی
حق تعالی نے دیے ہین تجکو دست و شانہ شمع

پہلے تو جلتی ہے پروانے سے ہر اک بزم مین
تجکو بجھاتی ہے یہ تیری ہمت مردانہ شمع

خامشی مین کب کٹیگی یہ شب طول فراق
اپنا کچھ قصہ کہے مین اسنے افسانہ شمع

اٹھ گئے محفل سے سب حیران ہے یہ تنک گھڑی
کسکی صورت دیکھکر ہو دے راہ خانہ شمع

جسپہ مین مرتا ہون وہ بھی مجھپہ مرتا ہے فدا
ہے عجب پھرتی ہے یان گرد سر پروانہ شمع

تو وہ ہی اٹھکے اگر محفل سے گھر جانے لگے
ہاتھ دامن کیطرف دوڑے گستاخانہ شمع

ہے وہ پاے لنگ سے معذور ورنہ بزم سے
چند گام آتی اسے لینے کو مشتاقانہ شمع

روشنی کیا چاہیے ہم تیرہ روز فکو تینگ — واسطے تیری جلاتی ہین شبستان مین چراغ

سینہ و ساعد کی تیری اللہ اللہ ری ضیا — آستین مین شمع روشن ہے گریبان مین چراغ

کار روغن سے رہا ہی گریہ بلبل عشق — کیون نہ ہو دونکی ہین روشن گلستان مین چراغ

کیا مداوا وہ کرے سوز دل پروانہ کا — اسقدر رکھتا نہین ہی خلل و ربا مین چراغ

غم مین پروانے کی رویا شب ہماری قبر پر — دیکھ انگشت تاسف انکی دندان مین چراغ

گور سے بھی تیرگی ازبسکہ تھی ہمین فزون — ہمنے گھبرا کر جلائے روز ہجران مین چراغ

گو رہو کوئی تو ہم مجبور ہین ورنہ بیان — معنی روشن سے ہی ہر بیت دیوان مین چراغ

سوز کم ہوتا نہین ہے تیرے تن محرور کا — تا کجا کافور ملیے جسم سوزان مین چراغ

حال پر یہ ہم اسیر رنج کے شب اسکا دل جلا — صبح تک دھتا رہا سر اپنا زندان مین چراغ

ٹھنڈی سانسون سے ہماری محفل معشوق مین — پر سر پروانہ نہان رکھتا ہی دامان مین چراغ

گرم رفتاری جو کی ناقے نے شکوہ نجد مین — بنگیا ہر نقش پا اسکا بیابان مین چراغ

روے روشن کا ترے مجکو نہ رہتا گر خیال — ہاتھ آتا کب ہی شام غریبان مین چراغ

جیسے جی غافل فروغ جاہ ہی بعد از فنا — جلتے دیکھا ایک منعم کے نہ ایوان مین چراغ

کیا صدائے نغمہ نکلی جلنے مین پروانے کے
وجد مین آکر ہلانے جو لگا گردن چراغ

عکس افگن ہووے دریا مین اگر وہ شعلہ رو
موج تو بھی بہتے گرداب جاوے بن چراغ

داغ دل ہے دل کے خاطر باعث حفظ بلا
خانۂ جن ہے نہو جس قصر مین روشن چراغ

گلستان دہر مین تجھسا نہ نکلا ایک گل
چار سو ڈھونڈھے جو لیکر لالۂ گلشن چراغ

خوش نصیبی پر مجھے اسکی نہ آوے کیونکہ رشک
بعد مردن ہووے جس پروانے کا مسکن چراغ

شاعر بے مایہ کب محفل مین پاتا ہے فروغ
ابتک جلتی کہین دیکھا نہ بے روغن چراغ

کیا کسی جان سوختہ کی قبر سے گذرا ہے تو
بن رہا ہے جو ہر اک نعل سم توسن چراغ

سوز دل سینے مین چھپا ہے چھپانے سے کوئی
کیا یہ پروانہ رکھیگا تہ دامن چراغ

خفتہ و مردہ برابر ہین یہ کہتے ہین مثل
کسلیے اپنا بجھا دین ہم دم خفتن چراغ

حسن بے زیب عارضی پر لطف ہوتا نہین
کب ہے بزم دہر مین محتاج پیراہن چراغ

چاہیے سامان شب کیا اسکو جس بیکس کا ہو
ہاتھ تکیہ خاک بستر شعلۂ گلخن چراغ

تیرہ بختی پر ترحم اسکی کر اے شمع حسن
عرس کی شب بھی نہو جسکے سر مدفن چراغ

آہ و نالہ سے مری اٹھین ہین کالی آندھیان
اپنے گھر مین جو نکو اگر کیا روشن چراغ

کب ناقۂ لیلی کو بیابان سے تعلق
کھینچے ہے زمام اسکی اگر جذبۂ مجنون

ہو قطع کرے گر وہ مسلمان سے تعلق
ہے کفر کے کام اسکو نہ ایمان سے تعلق

کیونکر نہ پسینا ہو مرے سبزۂ خط پر
ہے مزرعۂ نوخیز کو باران سے تعلق

کب اپنی بلاؤن سے وہ بیچارہ برآوے
ہو جسکو خط و خال و زنخدان سے تعلق

گر دست درازی ہے یہی میرے جنون کی
دامن کو رہیگا نہ گریبان سے تعلق

دنیا مین پس از مرگ رہی روح ہماری
[illegible] زندان سے تعلق

[illegible] تعلق
[illegible] تعلق

ناقہ لیلی [illegible]
[illegible] چراغ

[illegible]

[illegible]

	اپنے رونے کی غافل کچھ بھی ہے خبر تجکو خون مین تر تو دامن سے ہو گیا گریبان تک	

چشم خونبار سا برسے نہ کبھو پانی ایک
ابر ہر چند کرے اپنا لہو پانی ایک

شست و شو نامۂ اعمال کی جس سے ہوئے
برس ای ابر گرم مجھپہ وہ تو پانی ایک

لاکھ پانی سے مین دھویا نہ چھٹا زخم کا خون
کام آیا نہ مرے وقت رفو پانی ایک

آج تک اشک جو ری آنکھ سے گرتے ہین سفید
ظرف مین اپنے پہ رکھتا ہی سبو پانی ایک

تا مگر ابر مژہ اپنا تو برسا سو بار
نہوا موج زنان تا بگلو پانی ایک

ہم تری چال سے دل کیونکہ نہ ہارین ای چرخ
بازی دشوار ہی تجھسے تو عدو پانی ایک

	باری چرخ مین بھی ہار رہی غافل کی تجھسے جیتا نہ وہ ای عربدہ جو پانی ایک	

کیونکہ یہ تف اشک سی مژگان مین لگی آگ
شبنم سی کہین بھی ہی نیستان مین لگی آگ

نہ اس سے دھوان نکلے ہے نہ شعلہ اٹھے ہی
یہ طرفہ ہماری دل نالان مین لگی آگ

آتش جو ہمارے تن پر داغ کی بھڑکی
دامن سے بجھائی تو گریبان مین لگی آگ

صانع نے کی ہی [illegible]

بے پان کھائے سرخ ہی تیرے دہن کا رنگ
پردہ اٹھا تھا کس کے رخ رنگین کا باغ مین
جو ایک ہو گیا ہی گل و یاسمن کا رنگ

دعوی بڑا ہی اپنی صباحت پہ شمع کو
دیکھا نہین ہی اسنے کسی سیمتن کا رنگ

یکرنگ تھی زبس ترے دیوانگان مین
بدلا نہ وقت فصد بھی خون بدن کا رنگ

[illegible]

منع یارا ج چمن سے تمکو کر سکتا نہیں
دوپہر کو تو نہ توڑا کیجیے جب تیس کے پھول

گلشن جنت کی تزئین اُنسے کرتے ہیں ملک
صبحدم لیکے پژمردہ تری مجلس کے پھول

خود بخود گلشن کے گل اُڑ کر کے آتے ہیں یہان
آج ہیں گور غریبان میں صبا یہ کسکے پھول

یاسمین سے کیون نہو دلکو ہمارے رفتگی
بیشتر وہ کان میں رکھتا ہے اپنے اسکے پھول

کہتی ہے فصل خزان میں اُسسے یہ باد صبا
میں ابھی لاؤن تجھے درکار ہوویں جسکے پھول

تھی ہم آغوشی کی تیری یہ ہوس ہی کبھی رات
تا سحر سو مرتبہ تازہ ہوئے پیس کے پھول

سیم و زر کے پھول کرنے دو تصدق تم ہمین
کام ہی آوین گے اک دن یہ کسی مفلس کے پھول

وان کسی عاشق کا اے غافل مقرر تھا مزار
دامن جانان سے گلشن میں جہان جھٹکے پھول

انتظار یار میں مر ہنگئے نرگس کے پھول
قبر پر میری عزیزو نے چڑھائے جسکے پھول

ہو گئے بو دار اعجاز کف گلرنگ سے
تیرے پاؤن تلے جراب کے پیس پیس کے پھول

کیون نہ بلبل مضطرب ہو کر چمن میں غل کرے
آتش گل سے پڑا ہے آشیانہ میں اسکے پھول

نکہت گل سے بھی ہے آشفتہ جو نازک دماغ
باغبان ڈالی میں اُسکی مت لگا جسکے پھول

کوئی فسانہ خوش آئے نہ تجکو ای غافل
جو گوش دل سے سُنے تو ذرا ہمارا حال

قفس بلبل کا سو گلستان لانے سے کیا حاصل
وہ اگلی چھیچھے پھر یار دوانے سے کیا حاصل

نہین کچھ دیدۂ عاشق تمھارے عکس کی آنکھین
جو تم نے آئینہ دیکھا تو شرمانے سے کیا حاصل

نفس کی آمد و شد ہی نہ جنبش نبض مین باقی
تری بیمار کو آئینہ دکھلانے سے کیا حاصل

در زندان تلک آنے کی بھی طاقت نہین ہمین
ہماری پاؤنکی زنجیر کڑانے سے کیا حاصل

جلایا نہ کسی نے نہ کسی گل پر تو عاشق ہے
تجھے ای لالہ میری طرح گل کھانے سے کیا حاصل

ترا بیمار وقت نزع یہ رو رو کے کہتا ہے
جہان سے اٹھ گئے جب ہم تو پھر آنے سے کیا حاصل

سنوارے زلف کو مشاطہ اور لوٹے مزا کوئی
صبا کو طرۂ سنبل کے سلجھانے سے کیا حاصل

مزا باغ تماشا چہرۂ رنگین خوبان ہے
مجھے بہر تماشا باغ مین جانے سے کیا حاصل

قیامت کو تو اے غافل عیان ہو جائیگا روز صبح
شب ہجران کی تاریکی مین گھبرانے سے کیا حاصل

تیری صفائے پا کو نہ پہونچیگا برگ گل
گرتے ہین گلفروش عبث تند و سوی گل

کبک کے مانند جو طوق گلو ہی خاردار
کس پری پیکر کے ہین دیوانۂ رفتار ہم

ابرسے قاتل یہ کرتی ہی اشارہ دور سے
تیر کی زو پر لگاتے ہین تجھے تلوار ہم

کافری سے اپنی کیونکر آئے ہو تقلید کی
ساتھ لائے ہین گل کی طرح زنار ہم

گرچہ برپا کی قیامت یار کی رفتار نے
خواب مخمل کی طرح سے کب ہوے بیدار ہم

گاہ تو بالا سر ہین اور گاہ ہی زیر پا
کارگاہ دہر مین ہین مست کی دستار ہم

دانت پیسا ہی گریگی آسیاے آسمان
آبلونکی طرح ہو جائینگے رزق خار ہم

مرغ گلشن تو نہین جو شاکی صیاد ہون
جلتے ہین آتش مین اپنی شکل موسیقار ہم

حرف بیجا کسطرح یان ہو سکی صورت پذیر
صاف دل ہین مثل قرطاس غلط بردار ہم

کوندسی بجلی کی جب اپنی جھپک جاتی ہو آنکھ
کیا سمجھکر اُس سے ہوئین طالب دیدار ہم

جنس نرگس کیطرح جسکے گھری مین ہی ہیے
دیکھنے پائے نہ ہرگز صورت بازار ہم

باغبان سے ملتجی ہو کون گل کیواسطے
گل سے بھی رکھتے ہین بہتر غنچۂ منقار ہم

ناوکیفتہ کریگا تجھسے جب دعوی حسن
اُسکو دکھلائینگے تیری کفش زرین تار ہم

باغ کے لائق نہ قابل خانۂ صیاد کے
طائر رنگ حنا کی طرح ہین بیکار ہم

اے خیال یار جاتا ہے کہاں [illegible]

[illegible]

موت آئیگی جو یاد چشم مست یار میں
ہمسے ناحق بدگمان ہوتا ہے بلبل باغ میں
آنکھ کی پتلی بناتے عکس چشم یار کو
ناتوانی مانع پرواز ہو سکتی ہے کب
کاٹ ڈالیں گے گلے کو اپنی تیغ رشک سے
روز محشر جب ملا اس سے تو مجنوں نے کہا
نامہ بر سے کب بیاں ہوگا زبانی سوز دل
غیر کے طنز و کنایہ کب گوارا ہیں ہمیں

دفن ہوئینگے میاں خانہ خمار ہم
آئے ہیں گل کو دکھانے سینہ افگار ہم
مثل آئینہ جو ہوتے طالب دیدار ہم
اڑ گئے مانند رنگ چہرۂ بیمار ہم
خون سے آلودہ جو دیکھینگے تری تلوار ہم
چونک اٹھے سنکر تری زنجیر کی جھنکار ہم
خط میں لکھ بھیجیں گے آنکھوں سے اشعار ہم
لڑ مرینگے ایک دن میں غیرت دار ہم

از دل بے صبر اے غافل نہ تنہا شاکیم
میکند رسوا مرا این دیدۂ خونبار ہم

وحشت دل سے جو گھبراتے ہیں ہم
بن سے مجنوں بنکے جب آتے ہیں ہم
مثل بوئے گل جو تنگ آتے ہیں ہم

کو بسوں صحرا کو چلے جاتے ہیں ہم
کوچۂ لیلی میں تب جاتے ہیں ہم
پھاڑ کر کپڑے نکل جاتے ہیں ہم

[illegible] ہیں ہم
[illegible] ہیں ہم
[illegible] کرتے ہیں ہم
[illegible] ہیں ہم

حیف غافل [illegible] کی قدر نایاب

۴۱

دیوان ناسخ

عالم پیری میں [illegible] ہیں ہم
جلوۂ برق کم نما ہیں ہم
ہے جو ہستی ہی [illegible] ہیں ہم
بود و نابود ایک ہیں ہم
لب خاموش کے مدعا ہیں ہم
صورت نقطہ و خط پرکار
وصل میں یار اور جدا ہیں ہم
[illegible] میں بھی نہیں [illegible]

قطرہ
قہر ہیں فتنہ ہیں بلا ہیں ہم
[illegible] ہیں وہ [illegible]
باغ [illegible] کی صبا ہیں ہم
[illegible] گلشن [illegible]
بسمل [illegible] ادا ہیں ہم
کیوں نہ [illegible]
[illegible] آئینہ با صفا ہیں ہم
[illegible] مزاج یار ہو
[illegible] نارسا ہیں ہم

طاؤس سے غرض ہے نہ کبک دری سے کام
طرز خرام یار ہی مجکو پسند ہے
بہتر نہین ہے چہرہ کوئی ماہ جری سے کام
سامان عیش اسکا اگر عارفی م[illegible]
کیا وقت گذرے گا جو بتان کی [illegible] سے کام
ہوتی کبھی نہ دولت سایۂ [illegible] کا فیض
کس طرح نکلے پھر فلک چنبری سے کام
دونون نگاہ کی [illegible] خوش [illegible] سے کام
غافل نہین وہ آئینہ سازی سے کام
پھر دل کے آئینہ کو بناتا ہے [illegible]

دیوانگان حسن ہین بڑے عقلمند ہین
زنجیر کا وہ پیچ ہین زلف پری سے کام
چلتا نہ سر اٹھا کے وہ پھر تیرے دور مین
پڑتا اگر فلک کو تری خودسری سے کام
مجکو یہین بھٹکنے دے صحرائے عشق مین
اے خضر کیا ہے مجکو تری رہبری سے کام
مژگان پہ اشک کیون نگرین ابر بار ہین

قطرۂ اشک شمع کے مانند	سالک منزلِ فنا ہین ہم
آکے دنیا مین یہ ہوا ثابت	دارد کاروان سرا ہین ہم
امروزن پہ کچھ نہین موقوف	اچھی صورت کے آشنا ہین ہم

خوف محشر ہے کیا ہمین غافل
پیرو آل مصطفےٰ ہین ہم

ہوگی شب فراق نہ شور و شغب سے کم	یہ رات تو نہین ہے قیامت کی شب سے کم
مانند خامہ کیون نہ چلین سر کے بل ہان	کوچہ نہین ہے یار کا جائے ادب سے کم
بوسہ کے نام سے بھی جو نفرت ہے یار کو	اپنی ہی لب کو ملنے وہ دیتا ہے لب سے کم
اُس سے نگاہ لطف کی امید کیا رکھین	عاشق کو گھورتا ہو جو چشم غضب سے کم
کشتہ اُسی کو جانیو تیغ نگاہ کا	زخمی جو ہو کے تیرے شہید نہین سب سے کم
جب سے کہ آگئی چمن حسن مین خزان	آئینہ دیکھتا ہے وہ گل چہرہ کب سے کم
دنیا مین مجکو شادی و غم ایک سا رہا	سمجھا نہ بزم غم کو بھی بزم طرب سے کم
ہم معتقد ہون تب اثر عشق کے جو وہ	ہمسے زیادہ انس کرے اور سب سے کم

بازیگرون کو دنیا ہی بازیگری سے کام
خوبان سے نہین [illegible] لئے اندرون
ایسا کیا ہے [illegible] سے کام
[illegible] کی [illegible] پری
[illegible] شاعری سے کام
شاعر نہین وہ جو [illegible] شاعری کا ہو
غافل سیاہی [illegible] رات کو [illegible] سا رہون ہین
[illegible] کدورت کا [illegible] رہون ہین
[illegible] ہون ہین
[illegible]

جلا رہا ہے فلک یکسا نہ کیون مجھکو
چراغ گور نہ شمع سر مزار ہون مین

نہ کوہکن سے ہی نسبت مجھے نہ مجنون سے
فنون عشق مین یکتاے روزگار ہون مین

اگرچہ شمع نمط لاکھ بار سر کٹ جاے
قدم ہٹیگا نہ میرا وہ سر گزار ہون مین

غرور حسن سے لیلی کو یہ نہ دھیان آیا
پیادہ قیس ہے اور ناقہ پر سوار ہون مین

نگاہ لطف جو کرتے نہین بتان نہ کرین
خدا کے فضل و کرم کا امیدوار ہون مین

نہین سفیدی کہین جسکی فرد عصیان مین
گناہگار وہ نہین ایسا سیاہ کار ہون مین

زبسکہ مین نے اٹھائی ہے لذت بیداد
لگائے اور کو بھی تیر تو شکار ہون مین

قضا بھی پھر گئی سو بار ڈھونڈھکر مجھکو
فراق یار مین یہ ناتوان و زار ہون مین

شگفتہ رہنے دے اکدم تو مجکو باد خزان
کہ اس چمن گل آخر بہار ہون مین

شب فراق مین مجکو نہ زندہ رہنا تھا
دکھاؤن صبحکو کیا منھ کہ شرمسار ہون مین

مثال آئنہ بیجا نہین یہ حیرانی
کوئی تو سامنے میرے ہے جو دوچار ہون مین

وہ کوہ ہون جو گرے شیشہ مین نہ بال پڑے
جلے نہ جس سے پرکاہ وہ شرار ہون مین

جنون کی فصل ہے مرضی ہے یہ گریبان کی
بغیر ہاتھ لگائے ہی تار تار ہون مین

خط شمشیر سے کیا ہم تن پہ نشان رکھتے ہین
بات بھی لب تلک آتی نہین آنے کی کہان
کتنا خوبان جہان تنگ دہان رکھتے ہین
مسکر قتل وہ ہوتا ہے اگر بوسے دو
ورنہ کیون کو تب سفر مین زبان رکھتے ہین
ایک سی بات نکالی نہین سکتے ہین
اے ہمین قافلہ اشک روان رکھتے ہین
یوسف ... کی ہمارے کہین ہاتھ سے جائے
قدم آگے نہ کسی کو گمان رکھتے ہین
ناوک آہ ضعیفان سے تو ڈرتے رہو
یادون ہم تو تغافل مین جہان رکھتے ہین
دیکھ کر تو نہین جانا ہی ابھی سے صد ا

جس سے باتون مین لگا رکھتے ہین
ہم بھی غافل وہ زبان سحر بیان رکھتے ہین

گر شمع رخان پردہ تیری سے اٹھا دیوین
ہر ساکن محفل کو پروانہ بنا دیوین
ان ظلم کے مارون کو کب بزم مین جا دیوین

شوق نظارۂ قاتل جو پس از ذبح نہ تھا	کیون کھلی رہ گئین میری تہ خنجر آنکھین
کشتۂ چشم ترا جان سے آہوئے ختن	سنگ تربت سے مری ملتے ہین اکثر آنکھین
دیکھکر چشم خماری کی تری سرخی کو	شرم کے مارے چراتی ہین کبوتر آنکھین
کہین لیلی کے تو آنے کی خبر آج نہ ہو	آہوے نجد بچھاتے ہین زمین پر آنکھین
دوستان کو جو مین یاد کرون ای ساقی	وہین بھر آئین مری صورت ساغر آنکھین
شیفتہ صورت خوبان پہ نہوتا ہرگز	صانع خلق بناتا نہ مری گر آنکھین

دید گلزار جہان اور بھی کرے غافل
بند ہو جائین گی اک روز مقرر آنکھین

کون کہتا ہے کہ ہم عشق نہان رکھتے ہین	اشک خونبار و نہ ہونٹون پہ فغان رکھتے ہین
تیغ ابرو پہ گھمنڈ اتنا بتان رکھتے ہین	نہ تو تلوار نہ خنجر نہ سنان رکھتے ہین
دیکھ لے لالہ وطاؤس سے بھی چھپ نہ سکے	یہ ہمین ہین جو تری داغ نہان رکھتے ہین
اثر سوز جدائی سے وہ جل جاتے ہین	یار تربت پہ مری پھول جہان رکھتے ہین
کلفت دل ہی سے جاتا ہون پس مرگ دیا	میری چھاتی پہ یہ کیون سنگ گران رکھتے ہین

شمع مجالس کو آہون سے بجھا دیوین
تقریر مین خوبان کے اعجاز اثر لائے
زندون کو مرے دم سے ہم مرد کو جلا دیوین
زنبور کو کر یہ نسبت نفرت سے ہم نشان ہے
ہو جاے نہ ہنسی نقش کو دکھا دیوین
تصویر اگر تیری ہم کس کی ہو جاے
ہم شرم کی طرف سے اسے جھکا دیوین
آہون سے دم اپنی گردون کو اب نہ جلا دیوین
ان آنکھون سے کیا کہین ہم ان کی امید ہو
جو وعدہ کبھی دن کا ہو تو بیٹھ کر ہم جوان دل
وہ رہ دل جو ہنسا دیوین دیا دلی ہے
کس بات کا ہے جو ان سے دل رکھتا ہو
ہم طرز فغان ان کی وفا بیان
صاحب دم ہو ہماری جان اپنی جان
ہو کر ہم دیکھا ہو کبھی آوئی نہین
کو

کہو سے عاشق و معشوق مقابل تو کیا
آنکھ تصویر سے تصویر ملانے کی نہیں

تری پازیب کی جھنکار یہی کہتی ہے
بخت خوابیدہ عشاق جگانے کی نہیں

چینی رنگ پہ اک شوخ کے ہم عاشق ہیں
زردی چہرہ کبھی چہرہ سے جانے کی نہیں

گر ترے عشق میں بدنام ہوا ہوں تو مجھے
حور جنت بھی کبھی پاس بٹھانے کی نہیں

اپنے مجنوں کی ذرا دیکھ تو بے پروائی
پیرہن چاک ہوا اور رفو کر سلانے کی نہیں

وقت رخصت یہی مجنوں نے کہا لیلی سے
پھر ہوا آئیگی تو جیتا مجھے پانی کی نہیں

بزم خوباں میں مناسب نہیں نالہ کرنا
چپ ہوا ای دل کہ یہ جا شور مچانے کی نہیں

روز و شب اسکی اطاعت ہی میں رہنا غافل
یار بگڑے گا تو کچھ بات بن آنے کی نہیں

بسمل تیغ خوں چکاں ہوں میں
یعنی ایک دم کا میہماں ہوں میں

مجھ میں اور یار میں ہے اتنا فرق
بے دہن وہ ہے بے زباں ہوں میں

مثل تصویر لیلی و مجنوں
یار بھی ساتھ ہے جہاں ہوں میں

ساتھ والوں نے ساتھ چھوڑ دیا
کس قدر تنگ کارواں ہوں میں

دیوان غافل ۴۵

خاطر یار گراں ہوں میں
منھ نہ موڑوں گا تیغ سے غافل
کیا ہوا مشت استخواں ہوں میں
یہ کون سا پروانہ ہوا جل کے لگن میں

کہد یجیو اے بادِ صبا شاہد گل سے
آتا ہی جو دہان اُس قدِ موزون کا تصور

تیرے لیے روتا ہی کوئی نجد کے بن مین
لگ لگ کے گلے سرو کے روتا ہون چمن مین

سر کوئی اُٹھاتا نہین آگے مرے غافل
بیٹھا ہے عمل جب سے مرا ملک سخن مین

کسطرح نالہ کرے بلبل چمن کی یاد مین
گھس گئی اُسکی زبان تو شکوہ صیاد مین

داد خواہ ہونگی اگر پرسش ہوئی روز جزا
سب سے پہلے آئینگے ہم عرصہ فریاد مین

کیا لپٹ جائین تر آغاز سمجھکر اُسکو ہم
یہ نزاکت یہ صباحت ہی کہان شمشاد مین

کام معشوقون سے بھی عاشق کی لیتا ہی یہ عشق
کیون نہ شیرین جان دے اپنی غم فرہاد مین

دامن دل اے نسیم گلشن جنت نہ کھینچ
لگ گیا ہی جی ہمارا اس خراب آباد مین

حشر تک بھی کھینچ نہین سکتی کی صورت یار کی
گر یون ہی محبت رہیگی مانی و بہزاد مین

کہہ چہ جانان مین یار و کون سنتا ہی مری
مجھسے وہ ان پھرتے ہین لکھون دا داد بیداد مین

شکر کتنا آپ سے غافل کبھی آتا نہین
عمر اک جبتک نہ کھوے خدمت استاد مین

[illegible]

نازِ ہر گز نہ کرے آئینہ سازِ آہن
حلقۂ جوہر شمشیر کا کھلتا نہین بھید
پاؤن پڑتی ہے سلاسل کی جا زندان سے
تیری خنجر نے جو منھ موڑ لیا ذبح کے وقت
خط تقدیر مٹانے سے کوئی مٹتا ہے

دستِ داؤد مین جو لیکھے جو گداز آہن
منتظر کیسا ہے یہ دیدۂ بازِ آہن
باعث قیدی میرا یہ نیاز آہن
ہو گئے ہم تو وہ ہین گشتۂ نازِ آہن
کبھی صیقل سے نمود طراز آہن

تیرہ بختی مین مرے عیب نہان ہین غافل
جیسے زنگار مین پوشیدہ ہو راز آہن

فردِ عصیان کی سیاہی کا ہمین کچھ غم نہین
مجمع خوبان مرقع سے ذرا بھی کم نہین
بوستان مین بھی دل غمگین مرا خرم نہین
کب تہ و بالا مری افغان سے اک عالم نہین
تیری اوصاف سے نسبت نہین ہے کچھ اسے
گریۂ مجنون کے ہین آثار باقی آج تک

ابر رحمت سے ہمارا دیدۂ تر کم نہین
کون سے محبوب پر تصویر کا عالم نہین
تختۂ تابوت سے تختہ چمن کا کم نہین
صور اسرافیل سے نالہ مرا کچھ کم نہین
ہین نہان ہے روی گل پر قطرۂ شبنم نہین
اوس کے قطرون سے کچھ دامانِ صحرا نم نہین

ورنہ فن شاعری مین وہ کسی سے کم نہین
کون سی شب ساقی مہوش مرا ہمدم نہین
گردن مینا مین کس دن ہاتھ اپنا خم نہین
اندنون بر گشتہ خون اشکو قرار اک دم نہین
گر یہی عالم رہا اسکا تو پھر عالم نہین
مر گئے مجنون کا جہان مین اسکو غم نہین
خانۂ زنجیر مین کب شیون و ماتم نہین
اب بھی جی دیتا ہین شوق جان نثاری کم نہین

[illegible]

جان بھی دے کوئی تو اسکو کہین خاتم نہین
اے سلیمان جہان یہ دست رنگین مین ترے
حلقۂ چشم پری ہے حلقۂ خاتم نہین
نام کیدم بھی رہتا ہے اہل ظرف کا
جام جم سے شہرت بیجا ہے جہان مین جم نہین
سینۂ زلشان محبت کی بجھے کیا ہے خبر
زخم گلچین ہے یہ نمکین قطرۂ شبنم نہین

وصل کی شب تو مجھے لینے دو اپنا کام دل
حلقۂ گیسو تو کیون دیتا ہے دست غیر مین
میری وحشت دیکھکر آہو بھی حیران رہگئے
ایک عالم ہے منور نور حسن یار سے
کتنے ٹیڑھونکو بنایا دم مین سیدھا یار نے

ہم ہین یا تم ہو یہان اور کوئی نامحرم نہین
ای پری پر دیو کے شایان تو خاتم نہین
چوکڑی بھولے ہین ایسی وہ کہ تاب رم نہین
کون سی جا پر تو افگن نیر اعظم نہین
کون سے سرکش کی گردن اسکی آگے خم نہین

جان بلب ہے تے ہین غافل فرقت معشوق مین
گر یہی اسکا تغافل ہے تو اک دن ہم نہین

حرص سے خالی یہان کوئی بنی آدم نہین
ہم فراق یار مین مر بھی گئے سو کچھ کم نہین
ہین وہ مجنون جسے عریان تنی کا غم نہین
کب یہ خط مین رقم حال دل پرغم نہین
یار نے افشان جو چھڑکی زلف مین تو کم نہین
ہے تنور نوح میرا دیدۂ پرنم نہین

بے غرض ہو تو پھر بندہ خدا سے کم نہین
جیون کلی تصویر ہرگز تن مین انکے دم نہین
گرد صحرا کی لباس فاخرہ سے کم نہین
کونسا ہے دائرہ جو حلقۂ ماتم نہین
کوڑیالا سانپ بھی کچھ آستین اتنا سم نہین
کونسا آنسو کا قطرہ ہے جو رشک یم نہین

ملگیا تھا کیا بدن سے غیر کے تیرا بدن
جو پسینے میں ترے وہ عطر کی خوشبو نہیں

دیکھکر افسونگری تیری لب جانبخش کی
سامری کہتا ہے یہ اعجاز ہے جادو نہیں

جسکو کوے یار سے الفت ہے کچھ دید قضا
گو زمیں بھی اُسکا قبلہ کیطرف کو رو نہیں

کر مدد اے دوست تیشہ تو ہی ایسے وقت میں
کوہکن کا ابتو کوئی قوت بازو نہیں

ہم یہ روتے ہیں فراق یار میں مثل حباب
چشم تو ہم ہیں پر اُسمیں نام کو آنسو نہیں

یہ بھی نادانی ہے جان دینا وصال یار میں
گرچہ پروانہ ہوں پر جلنے کی مجھمیں خو نہیں

کیا تماشا دیکھیے اُس قلزم پرشور کا
چشم واکرنے کی فرصت جیوں حباب جو نہیں

اپنی خوش چشمی پہ اے آہو نکر اتنا غرور
چشم مجنوں میں سگ لیلی سے بہتر تو نہیں

جب تب ہوتا ہے اُسمیں آرزوے دل کا خون
مسلخ قصاب سے کچھ کم مرا پہلو نہیں

کب نہیں روتا ہوں تیری ساق پاکی یاد میں
کب ہر اک کوچہ میں آگے تا بہ زانو نہیں

قید ہو کر دل نے پائی بند غم سے مخلصی
ہے حصار عافیت وہ حلقہ گیسو نہیں

ہے کف نظر رو نہیں میری جو گل مہتاب ہے
یار بن یہ شمع تربت ہے گل خوشبو نہیں

رو رو قدرو غم میں مجنوں کے ہوئی ایسے سپید
وہ سیاہی اب میان دیدۂ آہو نہیں

عقد پروین یہ کہ مہر لب کے ترے دانے ہیں
وحشت آباد جہاں کی کوئی کیا سیر کرے
اس خرابی میں جدھر دیکھیے ویرانے ہیں

کیون نہ ترکش کا گمان ہووے ہر اک کو اے سپہر	کہ ترے تیر کے سینے مین مرے خانے ہین

کام آیا نہ بُرے وقت کوئی اے غافل
نہین معلوم یہ اپنے ہین کہ بیگانے ہین

مبتلا رنج مکافات مین فرزانے ہین
پرسش حشر سے فارغ ہین جو دیوانے ہین

گل عارض کہ چھپی کے ہمین گل کھانے ہین
داغ تو لالہ صحرائی کو دکھلاتے ہین

غلبہ کفر ہے یہ دور بتان مین بخدا
ایک کعبہ ہے اگر لاکھ صنم خانے ہین

کسکی آمد ہے جو ساقی نے تکلف کیا
کہ گلابی ہین سبو سرمئی پیمانے ہین

خوش نصیب انکے جو ہون مژہ بیکان ہین شمار
ہین جو تسبیح سے زائد وہ کوئی دانے ہین

ان پتنگون سے ہمین جانی ہین کیا نسبت ہے
ہم چراغ رخ پرنور کے پروانے ہین

آمد آمد جو سنی ہے تری اے غیرت شمع
مہتمم آج مرے بزم مین پروانے ہین

اب بھی باز آئے اگر غیر کے ملنے سے وہ شوخ
وہی باتین وہی چرچے وہی یارانے ہین

ہے کچھ اتنک ندامت کا نہ حاصل پوچھو
ہونگے سرسبز قیامت کو یہ وہ دانے ہین

منتظر تیری شہیدی کے ہین کیا جنت مین
کف حوران بہشتی مین جو پیمانے ہین

دوست کسکا چارۂ درد و غم جان ہوتا نہیں
کسکے اوپر مجکو دشمن کا گمان ہوتا نہیں

نرمی اندام خوبان پر یہ ہوتا ہے گمان
عضو عضو تن مین انکی استخوان ہوتا نہیں

شرم عصیان سے جھکی ہے اسقدر گردن مری
ورنہ اتنا طوق آہن تو گران ہوتا نہیں

کب غریبون پر نہیں ہوتا وہان تیغ ستم
کب گلی مین آسکے شور الامان ہوتا نہیں

روز ہجران مین قیامت ساری حشر کے آثار ہین
کیون زمین پھٹتی نہین شق آسمان ہوتا نہیں

حسن وہ شے ہے اگر کوئی زر گل کی طرح
لاکھ پردے مین چھپائے پر نہان ہوتا نہیں

کیا سرائے پر خطر ہے اپنا یہ جسم گلی
جو فرو کش اسمین دم کا کاروان ہوتا نہیں

ہم تو اس گلزار مین رکھتے ہین اپنی بود و باش
ایک بلبل کا بھی جسمین آشیان ہوتا نہیں

کس طرح عمر گذشتہ کی تلافی کیجیے
ہو گیا جو پیر وہ ہرگز جوان ہوتا نہیں

عشق کی صحبت مین یہ صورت بنائی ہے مری
اسقدر بیمار زار و ناتوان ہوتا نہیں

مین تو اس پر ہو رہے ہین تنگ ہم پر کیا کرون
دور پیشانی سے سجدے کا نشان ہوتا نہیں

حشر تک رہتی ہے غافل شعر رنگین کی بہار
ہر یہ وہ گلشن کہ جو ہرگز خزان ہوتا نہیں

کوئی تو ہے مجلس آرائے طرب زیر زمین
آگے پیچھے جو چلے جاتے ہین سب زیر زمین

فی المثل گر عوض بادہ ہو جیحون خم مین
کیجے [illegible] لت سے سوا اور نہ بھی جائے امان
عطش دل نہ بجھی اپنی یہ بادہ کشی
ایک بھی قطرہ نہ باقی رہا خم مین
ہین تہ جو ذرا [illegible] ہین اگر کھینچے چھلکا دون خم مین
بادہ رکھتا نہین [illegible] ہی
نظر آتی [illegible] ہی وہم و فور سے ساغر
خم وحدت سے ذرا [illegible] خم مین
جو حباب [illegible] کا بلکہ [illegible]
بادہ [illegible] کا ہو [illegible] محمل سے
عکس افگن [illegible] ہین جو تیری [illegible] خم مین

ایسلئے بیٹھ رہا پی کے فلاطون خم مین
سحر کاری تو مری دیکھ کے کیا غافل مین
قافیے ہین سب بٹھائے ہین بہون خم مین

چمک سے داغ چہرۂ جانان کے دور ہون
یارب یہ جھائیان مہ تابان کے دور ہون
ہے [illegible] شکستہ پر بھی ذرا دیدۂ گلچین

خاک صحرا سر پہ اے مجنون اڑاتا ہی جو تو	گرد مین تجکو نظر آئیگا پھر محمل کہان

دیر مین ہمنے تجھے دیکھا نہ بیت اللہ مین
عمر رفتہ پھر بسر کی تونے اے غافل کہان

پید ابرنگ مار اگر دو زبان کرون	دن رات وصف زلف تا ہی بیان کرون
کہتی ہے برق خندۂ گل یہ کہ تو بھی	بلبل جلا کے خاک ترا آشیان کرون
مسجد بھی قتل گاہ شہیدان ناز ہے	زاہد تو ہی بتا کہ مین سجدہ کہان کرون
آتا ہر رگ ہین مری جیری سے آشکار	صدمے شب فراق کے کیونکر بیان کرون
کس دن امید اس سے بر آئی مری جو مین	دست دعا بلند سوے آسمان کرون
جس سے دہل گیا تھا دل حاملان عرش	آتا ہی جی مین پھر وہی شور و فغان کرون
دو گام مجھ مین چلنے کی طاقت نہین ہی	کس منہ سے قصد ہمرہی کاروان کرون
نہ گل ہی اب چمن مین نہ بلبل نہ باغبان	یارب مین کس سے شکوۂ باد خزان کرون
پہلو مین دون جگہ ترے پیکان تیر کو	اپنی کسی طرح سے تو خاطر نشان کرون
غافل بقول مصحفی فخر شاعران	دل ہی نہین رہا جو مین یاد بتان کرون

سعدی کی گلستان و گلستان کے دور ہون
[illegible]
[illegible]
[illegible]

غافل

[illegible]

خالق کو رحم آئے جو غافل کے حال پر
سارے گناہ نامۂ عصیان سے دور ہون

بے صرفہ چشم تر سے آنسو بہا دیے ہین
لب اپنے لب سے تیرے اُسنے ملا دیے ہین
صورت گر ازل کی دیکھو تو دستکاری
خوبی مین کوئی تجھسے وہ اڑکے چل سکے ہے
آنکھین ہین جنکی بینا انکو جمال حق نے
مقتول چشم تیرے اُٹھے نہ چشم کو بھی
قاتل کی تا شکایت آوے نہ اپنی لب تک
تیرے خرام نے تو محشر کیا ہے بر پا
سوز جگر سے اپنے ہین خشک دیدہ تر
چھٹکی ہے چاندنی سی جو یون تب سے ہین
لیلی ہے منھ چھپائے جاتی ہے قافلے مین

مٹی مین ہمنے کیا کیا موتی ملا دیے ہین
کیا ذی کو بھی خدا نے بخت رسا دیے ہین
حورون سے آدمی کے نقشے ملا دیے ہین
خالق نے گو پری کو دو پر سوا دیے ہین
پردے مین آدمی کے جلوے دکھا دیے ہین
ایسے نظر سے اپنی تو نے گرا دیے ہین
زخمون کے ساتھ منھ پر ٹانکا لگا دیے ہین
مردے جلا دیے ہین سوتے جگا دیے ہین
گریانے یان کنونکے پانی سکھا دیے ہین
چہرے سے مو گیسو کسنے ہٹا دیے ہین
اورونے محملون کے پردے اُٹھا دیے ہین

ہرگز کہین نشان پتے کاروان نہین
ملک کہان کہ سنتے تو ہمی سرگذشت کو
قصہ مختصر یہ عمر کی کچھ داستان نہین
پیر مغان سے کہ دو ہمارے بھی خوب
ہو گئے اگر ضعیف تو مین بھی جوان نہین
مجنون نہ کس طرح ہو گلستان مین پر دماغ
صحرا یون کو لطف گل و بوستان نہین
پردے مین کیسے منھ کو چھپایا تو کیا ہوا
شوخی کا اس کے [illegible] نشان نہین

اس بزم مین وہ کون ہے جو میہمان نہین
کیا شمع کی [illegible] مین [illegible] تھی
[illegible] مستان [illegible] نہین
بلبل کی طرح ہم بھی [illegible] باغبان نہین
مانند شمع [illegible] سوز و گداز [illegible] نہین

کنج لحد میں کیونکہ نہ گھبرائے دل کو وہاں	ہمدم نہیں رفیق نہیں ہم زبان نہیں
وہاں کون پوچھے عجز و نیاز فقیر کو	جس جا قبول طاعت گردن کشاں نہیں
مجھ نالہ کش کی کوئی سمجھتا نہیں زبان	کیا اس چمن میں مرغ کس آشیاں نہیں
سب ڈھونڈھتے ہیں کعبہ و بتخانے میں جسے	دل کے سوا زمانے میں اسکا مکان نہیں
مجنوں سے کوئی کہدے نہ ایسا ملے گا وقت	جاتا ہے ناقہ لیلی کا اور ساربان نہیں
ملک عدم کی جانے کو کیا ساتھ چاہیے	درکار اس سفر کے لیے کاروان نہیں
دولت گری کا مری باعث نہ پوچھیے	مجھکو دماغ صحبت نواب خان نہیں

غافل نہ پوچھ مجھسے تو وصف دہان یار
احوال غیب ہے یہ کسی پر عیان نہیں

ہے کسے شوق شہادت میں خیال گردن	شمع ساں ہجر میں ہے مرا اپنا وبال گردن
تیرہ بختی کو مرے جیسے ملا حسن قبول	خال رخسار کہیں ہے کہیں خال گردن
تیغ تو اسپہ سمجھ کر کے لگاتا جلاد	کہ مری ہر رگ گردن ہو مثال گردن
پردہ شب میں کوئی نور سحر چھپتا ہے	کس طرح نہاں چاہ میں ہے حسن جمال گردن

مژگان کی یاد مین کب آتی ہے نیند مجھکو
یہ ہے تو نہین ہین یہ پیکان بدن مین

سر بھی سفید شام غربت مین ہو چلا ہے
ای کاش یہ صبح تو ہوتی مجھے وطن مین

مجنون مین اور مجھ مین چندان نہین تفاوت
یکتا ہین اپنے فن مین کامل ہین اپنے فن مین

دست قضا کے اُسنے تیشہ کیا حوالے
قوت جب ہی کچھ بازوی کوہکن مین

جاتا تھا مین جو یاد لعل بتان مین شب کو
جو شعلہ دل سے اٹھا جا کر بجھا یمن مین

کسکی صفا تن کا کشتہ ہون جو ای دل
دھبا نہین لگا ہے اب تک مری کفن مین

عاشق ہون ہی نرالا سب سے طریق میرا
مذہب مین شیخ کے ہون کیش برہمن مین

ڈرتا نہین کسیکی مین حرف گیریون سے
چاہے سخن کسو ہے غافل مرے سخن مین

کون ہے وہ جو گرفتار علائق یان نہین
عالم ایجاد پھر کیا ہے اگر زندان نہین

دست نازک سے کٹے گی کس طرح گردن مری
زور بازو مین نہین خنجر ترا بران نہین

غنچۂ گل کے چٹکنے سے یہ آتی ہے صدا
دید کے قابل بہار گلشن امکان نہین

بیکسی پر اپنے وہ کشتہ نہ روئے کیا کرے
جسکے خون کا حشر کے دن بھی کوئی پرسان نہین

[illegible]

عمر باقی ماندہ گذری یاد مین [illegible]
اب بھی ارمان غافل [illegible] ارمان نہین

خط

[illegible]

خط نویسی یہ سہے تو مشتاقو
ہاتھ اک دن قلم تمھارے ہین

دل نہ سلجھا اُلجھ کے لے زلفو
خوب ہی پیچ و خم تمھارے ہین

اے خوشا حال اُنکا جو خوبان
کشتہ تیغ غم تمھارے ہین

رات روئے نہین تو کیون غافل
دامن و جیب نم تمھارے ہین

کوہ و صحرا اک ہمارے دم سے آباد ہین
عمار کا نہ ہین مجنون ہمین فرہاد ہین

مجلس رنگین خوبان کم نہین گلزار سے
گل ہین جو بیٹھے ہین جو استادہ ہین شمشاد ہین

نالہ زنجیر مجنون سے یہ آتی ہے صدا
قید کی لذت وہ کیا جانین کہ جو آزاد ہین

پاس ناموس وفا خاموش رکھتا ہے ہمین
درد دل کی زیر سر ہم لب فریاد ہین

داد خواہون سے الگ کیونکر نہ بیٹھین حشر مین
کام کیا انسے کہ ہم تو کشتہ بیداد ہین

ہو تصین قید قفس سے جلد ہین آزاد ہون
میری نالے ناگوار خاطر صیاد ہین

کسنے یارب سنگ کے مانند ٹھہرایا ہے مجھے
عضو عضو تن مجے یہ جو نائل فریاد ہین

دیکھنے کی تیرے کس کس کو نہین ہے آرزو
وہ بھی ہین شایق تری جو کور مادر زاد ہین

عالم ایجاد مین تو سیکڑون ایجاد ہین
پر بھی نادانی ہو کہ تا ایک سا حسین ہو کہ

موم سے ہم موم ہین فولاد سے فولاد ہین
ہم عذاب دوزخ و ہجران آجتک بھولے نہین

صدمے جو کچھ جان پر اپنی ہوئے ہین یاد ہین
سنگ شر کو و فقط بیکم ہین پر بھی نہین

کس قدر ہم بے بقا ہین گنبد بے بنیاد ہین
معرکہ مین عشق کے غافل نہ منہ موڑینگے ہم

[illegible]

توتے جو چاہا وہ قسمت میں ہماری لکھا
حرف ہمپر تو کچھ ای کاتب تقدیر نہیں

کون آگاہ ہی معنی سے تری صورت کے
یہ وہ مصحف ہی کہ جسکی کوئی تفسیر نہیں

کسکو زخمی نہ کیا خنجر مژگاں نے ترے
کون تیر نگہ ناز کا نخچیر نہیں

سینہ ریشان محبت دہن زخم کی طرح
منھ تو رکھتے ہیں مگر قوت تقریر نہیں

رحمت عالم طفلی کا نہ پوچھو احوال
یاد اس خواب فراموش کی تعبیر نہیں

دشمن و دوست سبھی پھر گئے ہیں یکبار
اور یہ کیا ہو زمانے کی جو تاثیر نہیں

کون سی چیز پہ غرہ ہے تجھے اے غافل
اب وہ دولت نہیں منصب نہیں جاگیر نہیں

کیں نہ اک دست جنوں نے پیرہن کی دھجیاں
مر گئے پر بھی اڑائیں سب کفن کی دھجیاں

جامہ یہی گر یہی ہے تو مرا گلگوں قبا
لیگا اکدن سرخ پوشان چمن کی دھجیاں

غش سے کچھ ہو چلا اسکو افاقہ اے صنم
کھولدے اب دو پارے برہمن کی دھجیاں

گر تری آبی قبا تو صباح بند ہو
کیجیے اس اطلس چرخ کہن کی دھجیاں

گر وہیں باہم رہینگی خنگ تیرے حسن کے
ایکدن ہونگی لباس مرد و زن کی دھجیاں

جو لوگ بیٹھے ہیں آرام سے سفینوں میں
یہ آب و تاب ہی ہرگز نہ کوئی پہچانے
ملا دوں لخت دل اپنے اگر نگینوں میں
فقیر و شاہ ہوں کیونکر نہ بہتر فقیری سے
بچھائیں بوریے کا فرش شہ نشینوں میں
زمانہ پلتا ہے حیدر کے خوان نعمت سے
وہ کون ہے جو نہیں آج ریزہ چینوں میں
بلند ہے وہ مرا بام فکر اے غافل
فلک بھی زینہ اول ہے جسکے زینوں میں

[illegible]

ملیگی کسکی مجھے دولت ہم آغوشی
بھڑکتے ہین مرے بازو جو آستینون مین

لکھے ہو لاکھو نہین اک آدھ جوہر خوبی
نہین ہے معدن الماس سب نگینون مین

نہین ہے دل پارہ کی سی انمین سیر
کرور مرتبہ دیکھا ہزار بینون مین

جنھونکی زیر نگین تھا کبھی یہ ہفت اقلیم
رہا نہ نام بھی اُن لوگون کا نگینون مین

شہید پنجہ رنگین ہون دیکھنا مرا خون
حنا کی طرح سے بٹ جائیگا حسینون مین

غضب خدا کا وہ بن بیٹھین صاحب خرمن
جنھین سمجھتے ہین ہم اپنی خوشہ چینون مین

چھپے ہے صورت اشراف بھی کہین غافل
زمانہ لاکھ ملائے ہمین کمینون مین

اُسی پہ پڑتی ہے آنکھ اپنی نازنینون مین
ملے ہے جس سے شباہت تری حسینون مین

وہ بن سنور کے جو کل آئے نازنینون مین
رقیب ہو گئے میرے کئی حسینون مین

کسی کے لعل مصفا کی یاد مین پہنے
شراب سرخ رکھی بھر کے آبگینون مین

شب فراق مین بہلائین کس سے دل اپنا
نہ ہمدم ہو نہین کوئی ہے نہ ہمنشینون مین

کیا ہے نالہ بلبل نے کیا خفا انکو
پڑی رہی ہے جو چین غنچو نکی جبینون مین

[illegible]

شام شب وصال کو ہونے نہ دون مین صبح
دور فلک جو ہووے مرے اختیار مین

کسطرح اسکے خاک مین ملنے کا غم نہو
پالا تھا طفل اشک ہمنے کنار مین

نالے کا ضبط بعد فنا بھی نہو سکا
سوراخ پڑگئے مری سنگ مزار مین

آیا جو یاد اُسکا رخ آتشین ہمین
سینے کا داغ تازہ ہوا لالہ زار مین

لخت جگر نہین ہین مری اشک خون کے ساتھ
گل پھول یہ چلے ہین یہ سیل بہار مین

توڑی ہین ہمنے شیشۂ ساغر نشے کی بیچ
ٹوٹے نہ پھر بدن مرا کیونکر خمار مین

جنکو بیان تناسب اعضا پہ تھا غرور
اک ڈھیر ہڈیون کا ہے اُنکے مزار مین

تیر اُسکا ملتفت جو نہین ہے ادھر نہو
وہ چشم دام تو ہے مری انتظار مین

وہ جور چہرہ ہمسے جو وان بھی جدا رہا
آیا ہمین قرار نہ دار القرار مین

میری گداز دل ہی سے سیرابی بھی مجھے
مین نخل موم ہون چمن روزگار مین

باہر کہان ہے مجھسے مرا گوہر مراد
دریا تو یان ہے صورت ساحل کنار مین

دانستہ باندھتے ہین جو مضمون غیر کو
غافل وہ شاعرونکے نہین ہین شمار مین

اندیشہ جسے ہو دل ناکردہ کار مین
جوش جنون یہی ہے جو فصل بہار مین
کیا کیا نہ گل کھلائینگے ہم دشت خار مین
گذرے جو ماہ و سال ہمین ہجر یار مین

[illegible]

دیوان ناطق ٦٠

اللہ ری شرم حسن کہ مجنون کو دیکھکر	چھپ چھپ گیا ہی ناقۂ لیلی غبار مین
تلوون سے میر تیر آگ لگی مارے رشک کے	مہندی لگائے غیر جو پاے نگار مین
شوق شراب خواہش بوس و کنار ہو	کیا کیا ہین حسرتین دل امیدوار مین
دعوت کسی کے خنجر پیکان کی کیا کرون	اک قطرہ خون نہین ہی مرے جسم زار مین
یکسان زمین سے قبر کو میری بنائیو	مین مر گیا ہون حسرت بوس و کنار مین
اس عالم فنا مین تو پایا نہ ہے چین	آرام کچھ ملا بھی تو کنج مزار مین
نسبت پری سے دیتے ہین ای حور جو تجھے	کرتے نہین ہین فرق وہ کچھ نور و نار مین
سر کھیلتے ہین سے معرکہ آرای عشق مین	نامرد کا نہ ٹھہرے قدم کارزار مین

اے غیرت مسیح خبر اُسکی جلد لے
ناطق تڑپ رہا ہی ترے انتظار مین

ترا اشک خون سے گوشۂ داماں ہی اندنون	کیا آب و رنگ پر یہ گلستان ہی اندنون
غنچے کیطرح چاک گریبان ہی اندنون	جوش جنون سے فصل بہاران ہی اندنون
کیا سیل اشک نے مرے صحرا کی راہ لی	کوسون تلک جو سبز بیابان ہی اندنون

دامن ہے اندنون نہ گریبان ہے اندنون
دست جنون سے کیون نہ ... [illegible]
ازبسکہ جوش فصل بہاران ہی اندنون
عاقل نہ رو دین کیا کرین ایام ہجر مین
کہنے مین ... دیدۂ گریان ہی اندنون
جوش بہار لالہ و ریحان ہے اندنون
ہر سمت گل مین درخشان ہے اندنون
آنکھون سے کسکا روے کتابی نہان ہوا
مجموعۂ حواس پریشان ہے اندنون
مجنون سے بد ہمکو ملی شاہی جنون

[illegible]

ایک گل سو لاکھ گل ہوتے ہیں پیدا دھوپ میں
نخل موم کا کوئی دیکھے تماشا دھوپ میں

چاہیے عاشق کو چھتری از نکھا دھوپ میں
ابر دود آہ کا کافی ہے سایا دھوپ میں

طرفہ ہو اوقات ہم وارفتگان عشق کی
رات کو ڈھونڈھا کیا تا دنکو جلنا دھوپ میں

گریۂ مجنون سے شادابی نہوتی گر اُسے
سوکھ جاتا مرقد لیلی کا سبزا دھوپ میں

آفتاب حشر کی کیونکر انھیں آئیگی تاب
جلتے ہیں جو رکھ کی یان سر پہ رکھتا دھوپ میں

آئینے کو دیکھی اُسکے روے روشن کے حضور
برف کا جسنے نہ دیکھا ہو پگھلنا دھوپ میں

ہو یدا آنے سے نہیں پہچان سکتی ہم اُسے
اسقدر سنولا گیا قاصد کا چہرا دھوپ میں

عکس روے آتشیں سے یون ہی مضطر آئینہ
جسطرح لہرا رہا ہو آب دریا دھوپ میں

ہی یقین اُس خاک سے پیدا گل خورشید ہو
تیری چہرے سے گری جس جا پسینا دھوپ میں

چشم تر رہتی ہے اُس خورشید رو کے سامنے
جا ہی حیرت ہے نہ یہ تا لاب سوکھا دھوپ میں

خاک میں خورشید ذرے کی طرح سے مل گیا
تیری کفش پا کا جب چمکا ستارا دھوپ میں

ہم یہ سمجھینگے ضیائی ہے وہ اپنے عہد کا
جو کوئی غافل غزل ایسی کہیگا دھوپ میں

[illegible]

چاہیے بال پری کا مجھ کو سایا دھوپ میں
کب ہے نفرت ناقۂ لیلی بیابان میں کبھی
بید مجنون کے تلے ہرگز نہ ٹھہرا دھوپ میں
خوب روتے یاد کر سایہ تری دیوار کا
جب ہمیں ورفاقت کو بٹھایا دھوپ میں
خرمن خورشید پر بجلی گری کیا جانیے
آج کسکا طرۂ نقش چمکا دھوپ میں
تشنۂ دیدار ہون غافل [illegible]

[illegible]

تا ال کار تعمیر جہان کا جو خیال آیا
بھر آئی آنکھ خالی دیکھکر قصر فریدون کو

نہ پہونچے دولت ممسک سے ہرگز فیض کوئی
ملا رتبہ نہ بیت المال کا بھی گنج قارونکو

قیامت کو جو ہے محضر خونکی طلب ہوگی
دکھا دینگی اسی قاتل ترے دامان پرخون کو

مہ کامل کا تو معمول ہے ہر شب کو کم ہونا
بھلا کیا اس سے نسبت ہے ترے حسن روزافزونکو

زمین کیطرح تھک کر بیٹھ جاتے عاقبت وہ بھی
تری سرگشتہ اپنے ساتھ چکر دین جو گردونکو

جوابنامہ عشاق بتا مرقوم ہو ویگا
جوانی میں وہ سمجھیگا اپنے خط کی مضمونکو

نہیں انسان نظر آئیگا یان جز مردم آبی
ڈبونے پر ہے چشم تر مری اب ربع مسکونکو

عروض بیت میں ان شاعرونکو دخل گر ہوتا
نہ دیتے سرو ناموزون سے نسبت قد موزونکو

خدا سے سربلندی جبکو دی ہے وصف قامت میں
نہ سمجھیں پیش پا افتادہ وہ طوبے کی مضمونکو

مجھے اندیشہ رہتا ہے خبر شب سے زلفونکو
کہیں نیلوفری کردین نہ ان رخسار گلگون کو

ہے کس سرگشتہ کا مرکز رسمین اختر طالع
ہمیشہ دور دیتا جو چرخ میں رکھتا ہے گردونکو

نہیں ہے عشق کی مکتب میں اصلاح دل حکمت کا
سبق دیتا ہے یان اک طفل ابجدخوان فلاطونکو

بنی ہے معدن یاقوت احمر وہ زمیں ساری
کیا تھا دفن جس جا یار تیری رفتگی خونکو

بہار گل میں آتی ہے نظر رنگ خزان مجھکو
قیامت میں بپا دیدہ انجام بین سے مجھکو [illegible]
بھلا کیونکر نہ بھاوین [illegible] و شگفتگی میں
مثال غول بھٹکاتا ہو جب سنگ نشان مجھکو
مرے قد خمیدہ پر نظر سے تیر قامت کر
بنایا حسرت آغوش نے تیر کمان مجھکو
دہان یار کی پوچھو تو کچھ کیسے کہوں یارو
نہیں ہے بولنا دم بھر [illegible] دریان مجھکو
کمون کیونکر نہ [illegible] اندھا تو نہیں [illegible]

[illegible] قدم [illegible] راہ [illegible] عشق میں کھون [illegible] مجھکو
برنگ [illegible] نہ تکلیف فغان مجھکو
[illegible] زبان مجھکو
[illegible] آسمان مجھکو
[illegible] گردون کی [illegible]

[illegible]

سیاہ غیر اسکو بھی کنایہ وصل کا سمجھے
وہی دیوانہ پن ہے اور وہی جوش جنون اپنا
نہین لیتا ہون بوسے دی سبب خسارہ گل کے
نہین معلوم کسنے شعلہ رو کو میرے بھڑکایا
وہ قاتل ہے اگر میر تو یہ خون کی پیاسی ہے
یہی رونا رہا تو دیکھنا محفل مین خوبان کی
صدا جیسے سنی ہے غنچہ گل کے چٹکنے کی

لکھا ہے یار نے نامہ بخط توامان مجکو
جوان رکھتی ہے پیری مین بھی تیغ طبع جوان مجکو
کسی کے عارض رنگین کا ہے اسیر گمان مجکو
تو وہین آگ ہو جاتا ہے دیکھا جہان مجکو
نظر آتے ہین خصم جان زمین و آسمان مجکو
کریگی ایکدن رسوا یہ چشم خون فشان کو
نہین بھاتی ہے اے بلبل تری طرز فغان مجکو

تماشائے گلستانکی نہین پروا کچھ اے غافل
دکھاتی فکر رنگین نے بہار بوستان مجکو

خدا بھی دوست رکھتا ہے نہایت اپنے شیدا کو
جو چاہے اوج اپنا ترک کر اسباب دنیا کو
غبار تن ہی مین ہے نہان ہے محمل لیلی
جو شب کو ماہ ہے بر مین تو دن کو مہر پہلو مین

چلے پھر تجلی سے نہ آئی آنچ موسی کو
کہ سد راہ اک سوزن ہوئی پائے مسیحا کو
عبث تو چھانتا پھرتا ہے مجنون خاک صحرا کو
نہین نسبت کسی سے خوبی طالع مین دریا کو

ہوا ہوں کاوشِ مژگاں کی حسرت مین چھیدے سے
کہ گل مدفن ہے میری بند کرنا اسکے روزن کو

نہ دیکھی سیہ کارونکی پرسش آگے نیکون کے
چمن مین گل کے ہوتے پوچھتا ہی کون سوسن کو

تکلف چاہیے کیا خاکسارونکو زمانے مین
کنارہ کی نہین حاجت ہے کچھ صحرا کے دامن کو

اثر ہوتا جو کچھ بھی بلبلِ بے پر کے نالون مین
قفس کسطرح کرتے چاک پھر دیوارِ گلشن کو

لگاتا جا ہی صندل خاکِ پا زاہد کی ماتھے پر
مآلِ کار سے ہوتی جو آگاہی برہمن کو

غرورِ جاہ و حشمت عشق مین ہرگز نہین رہتا
گدا کے آگے جھکواتا ہی یہ شاہونکی گردن کو

رکھا محفوظ آفاتِ جہان سے گوشہ گیری نے
بجھا سکتی ہی کب صرصر چراغِ زیرِ دامن کو

خرابی سے جو قصرِ تن کی منعم کو خبر ہوتی
عوض گھر کی وہ بنواتا کسی بیکس کے مدفن کو

نہین جاتے ہین پروانے چراغ و شمع کی جانب
ملا ہی جیسے منہ پر اپنی اسنے موم روغن کو

صدائے ساز سے آتی ہی جان تازہ قالب مین
یہ اثر تارِ نفس مین جانتا ہون تارِ آہن کو

خیالِ ابروئے قاتل کا میری دل مین رہتا ہے
جلا سکتی نہین ہے برق ہرگز میری خرمن کو

نہین ہے برشِ تیغِ قضا سے انکو آگاہی
پناہ جسم جو سمجھے ہین اپنے خود و جوشن کو

فرشتونکو بھی اس تیغِ نگہ نے کیا کیا زخمی
فلک پر لیگئے جو حضرتِ ادریس سوزن کو

کسی محبوب کی تیغ نگہ کا کھاؤ ہے دل مین
اسیر دمین ہے ای سرو قد مانند قمری ہون
کرامت آپکی اے شیخ صاحب ہم نہ مانینگے
ہزارون گر چہ دیوانے ہوئی پیدا زمانے مین

دکھائین گے نہ یہ زخم نہانی چشم سوزن کو
نکالی کیا کوئی گردن سے میری طوق گردن کو
مسلمان آجتک تمنے کیا ہے کسکے برہمن کو
ہم ہی نے اک کیا آباد پھر مجنونکے مسکن کو

عداوت جو رکھے اُس سے عداوت آپ بھی رکھیے
یہ نادانی ہے ای غافل سمجھنا دوست دشمن کو

فرض جانا اُسے سجدۂ آستانِ یار کو
دید بازی کی مگر و پردہ ہے خوئے یار کو
کب کوئی خط پہونچے شانِ خط روئے یار کو
اندنون پاتا ہون آب زنگ پر گلزار کو
کیون نہ کیسے منزلِ مقصود کوئے یار کو
بدتر از مردہ ہے وہ زندہ نہ دیکھے جو تجھے
بوسے لیکر شعلہ رویونکی سب مہتاب مین

جو لباس کعبہ سمجھا سایۂ دیوار کو
بند ابر کس سے کیا جو روزنِ دیوار کو
کاکِ قدرت نے لکھا ہے اس خطِ گلزار کو
آبجو کس نے بنایا دیدۂ خونبار کو
ہے چمن بلبل کو اور دار الشفا بیمار کو
ہو وہ چنگا دیکھنے جائے تو جس بیمار کو
خوب سا ہمنے جلایا مرغِ آتشخوار کو

عالم رویا میں ہر شب دیکھتے ہیں یار کو
خواب میں پایا ہے ہمنے دولت بیدار کو

گلشن جنت سے کیا نسبت ہے کوے یار کو
سایۂ طوبیٰ نہ کہیے سایۂ دیوار کو

جیسے دی تشبیہ اُس سے عارض دلدار کو
برق پھینکے ہے ہوا پر مدم دستار کو

صاحب جوہر کو لازم ہے شرافت کا نشان
یعنی بے تمغا نہ پہچانے کوئی تلوار کو

چاہتا ہے ابلق گردون بنے توسن مرا
کہتا ہے سورج اُٹھاؤن میں سپر تلوار کو

کم بہاء و بیش قیمت جنس میں اتنا ہے فرق
وہ تو گھر اپنے بکا یوسف گیا بازار کو

ہم سیہ مست جنون کی سے رکتے ہیں کہیں
کب ہوئی زنجیر مانع فیل کی رفتار کو

خانہ سازی ہے عبث مرتے ہیں اہل دل
کیا اُٹھا لیجائینگے سر پر در و دیوار کو

کوچۂ خوبان میں ہتا ہی ہر شب خیال
پھاندیے کو ٹھا کسی کی توڑیے دیوار کو

آفتاب صبح کسکی زلف کا دیوانہ ہے
تار تار اسنے کیا جو جامۂ زرتار کو

تنگ تھا عرصہ بس ہم پر فضائے باغ کا
کھولنے بھی ہم نپائے غنچۂ منقار کو

پہلے نکلے دل سے نالہ پیچھے آنسو چشم سے
فوج سے آگے ہی رکھتے ہیں علم بردار کو

جسنے کھایا دل کے اوپر یار کا نیش نگاہ
خانۂ عقرب وہ سمجھا روزن دیوار کو

صدمہ کچھ کانٹونکا پہونچا اور ٹوٹا آبلے | طے کیا ہمنے صبا کی طرح دشت خار کو
ابر ہے مطرب ہی گلشن ہی شب مہتاب ہے | آج گھر جانی نہ دینگے اس بت میخوار کو
مجھ بیابان گرد کا ہی خضر گر دینا تھا ساتھ | آزما لینا تھا پہلے طاقت رفتار کو
چشم عاشق سے نہ اپنا چہرۂ رنگین چھپا | کب کسی بلبل کی لگتی ہی نظر گلزار کو
صدقے گر عارض پر اُسکے جسجگہ پھینکے تھی پھول | طوف کو واں آئی بلبل چھوڑ کر گلزار کو
اس پریرو کی گلی سے گر نکالی دربان | انکے سایہ ہم لپٹ جاوین در و دیوار کو
عارض یوسف جو انگارا سا آتا ہی نظر | دیکھکر جلتا ہو کسکی گرمی بازار کو
زلف مشکیں اُسکی ہو ویگی اگر عنبر فشان | مفت بھی کوئی نہ لیگا نافۂ تاتار کو
زندگی سے اک مریض عشق ہی مایوس ہے | ورنہ امید شفا ہوتی ہے ہر بیمار کو
پنجۂ مژگان نے آنسو کی مری جانی نہ قدر | ہاتھ سے دیتا نہ تھا ایسے دُر شہوار کو

کب ہے اے غافل ہمین اندیشۂ روز جزا
جانتے ہین اپنا حامی حیدر کرار کو

کافر ہو جسکو اس سے تمنا زیادہ ہو | کنج چمن ہو یار ہو مینا ہو بادہ ہو

کوئی وزیرزادہ ہو یا شاہزادہ ہو
میخانۂ زمانہ مین رندون کے واسطے
ہو سے نہ ہو سبو ہے اور کچھ یک جام بادہ ہو
رونے کی عادت اب تو زیادہ ہی ہے بقدر
نامہ لکھون تو آنسو دل سے
جائے ادب ہی گور
آئے سوار

جسطرح چھلنی مین رکھین رشتۂ انگور کو
مرگ کی شب ہے جسے غافل شب تار فراق
جانتا ہے وہ کفن صبح شب دیجور کو
وصل کا ارمان ہے یون میرے دل رنجور کو
جیسے ہوسے خواہش صحبت کسی رنجور کو
بوسۂ لب پر رقیب نیش زن مار آگیا
پہ عسل آخر بلا سے جان ہوا زنبور کو
خانۂ دل مین جو ہے ہمنے جلوہ دیکھا یار کا

فارغ ہین یون کشاکش دنیا سے تن تن	جیسے کڑی کمان سزاے کبادہ ہو
خورشید ایک نیزے پہ آیا یہ ہو یقین	گر بے نقاب تو سر بام ایستادہ ہو
اشکون سے اپنا سبزۂ مژگان ہے تر مدام	کیونکر وہ کھیت خشک ہو جو آب جادہ ہو
کیونکر ہو تیری خاطر نازک سے اگرہ	ممکن نہین کہ عقدۂ ریشم کشادہ ہو

مرد سپاہی رکھتے ہین غافل خواص شیر
ماریں اسی کو لاکھ مین جس پر ارادہ ہو

خط مشکین چاہیے کیا اس رخ پرنور کو	ابر کا ہونا نہین لازم ہے برق طور کو
کسقدر یہ زندگی ہے مست صہبائے غرور	توڑتے ہین خشت خم سے کاسۂ فغفور کو
راہ تاریک عدم مین خوب کھاتا ٹھوکرین	کہ نہ شمع دار ملجاتی یہان منصور کو
اصل کا رتبہ نہ پائے کم بہا نقلی ہے	کب ملے ہیرے کی قیمت ریزۂ بلور کو
سوزش دل کی مدادا مین بہت سرگرم تھا	جل بجھا جب سینہ تب ٹھنڈک پڑی کافور کو
ہمنے یون چرخ کو کب کو جلایا آہ سے	پھونکدی جسطرح کوئی خانۂ زنبور کو
چشم تر سے اشک خون جاری جو ہوتے ہین	بند کرتا ایک بیک اچھا نہین ناسور کو

تیغ کے مانند اپنی سرکشی اچھی نہیں — بیگنہ کاٹتے ہیں گردن مغرور کو
جیسے ہم زخمی ہوئے تیغ نگاہ مست کے — دوست رکھتے ہیں نہایت خم کی انگور کو

سپرہ ہے نکتہ چین معنی روشن آفتاب
کیا نظر آتا ہے غافل دیدہ بے نور کو

دست رنگیں سے چھپایا چہرہ پر نور کو — گر دیا گل شمع ایمن نے چراغ طور کو
محو جوئے شیر ہے فرہاد جو فردوس میں — قصر شیرین کا مگر سمجھا ہی قصر حور کو
چاک کر سینہ جو ہو دل میں ہجوم آرزو — کسنے در بستہ رکھا ہی خانہ معمور کو
تیری روئے آتشیں پر خط کی ہو کیونکر نمو — بے دخان دیکھا ہی اکثر شعلہ کافور کو
ناخن دست جنون بھی کوئی تیغ تیز ہی — زخم کاری کر دیا ہی سینے کی ناسور کو
دولت ممسک لیا چاہی تو کر محنت قبول — ملتے دیکھا ہی دفینہ بیشتر مزدور کو
صبح کر دی آہ و نالی میں شب تار فراق — میں ہوں وہ فرہاد کاٹا جسنے کوہ طور کو
نقص خامی کب ہے پیدا اگر ہوئے کمال — پختگی کرتی ہی زائل ترشی انگور کو
دار کو بھی ہم سمجھتے ہیں کہ اک زینا ہی یہ — ایسے بیخود ہو گئے پیکر مے منصور کو

مری آن تار ہا اشک کا یا رب بجا ہوئے
پہنائی کیا ہی چکن ڈوپٹے کی جسم عریان کو

بہائے عاشق بیتاب کے لاشی کو دریا مین
تہ و بالا کرے گا ورنہ یہ گور غریبان کو

یقین ہی قمریان اُسپر تنکے بنکی صدقے ہون
لب جو رات کو دیکھیں اگر سرو چراغان کو

سبکسارونکو خطرہ کچھ نہین قہر الٰہی کا
خس و خاشاک کشتی جانتے ہین موج طوفانکو

اذیت کا سبب ہی پاس جنس بے بہا رکھنا
برائے لعل ٹکڑے کرتے ہین کان بدخشان کو

یہانتک غیر کی شرکت سے ہی آزاد کو نفرت
نہین پیوند کرتا باغبان سرو گلستان کو

صدائے ہمصفیران تو مری کانون مین آئیگی
بنا نا زیر دیوار گلستان میرے زندان کو

ضعیفونکی توانائی سے اے ظالم نہین ڈرتا
کہ کھا جاتا ہی اکثر موریچہ شمشیر بران کو

بنائے دانۂ تسبیح اُنکی خاک تربت سے
دیا یہ مرتبہ اللہ نے تیرے شہیدان کو

سیہ اتنی ہوئی ہی یہ برنگ مشق طفلان
کہ ہرگز پڑھ نہین سکتا ہون اپنی فرد عصیانکو

وہ نخل یاس ہون اس مزرعہ ہستی مین اے غافل
نہین ہی پہلنے پھلنے کی جسکے فکر دہقان کو

تو نے تربت پہ مری دو نہ گرائے آنسو
غم فرہاد مین شیرین نے بہائے آنسو

نرالا ساری عالم سے ہے غافل عالم وحشت
نہ غم دنیا کا ہی نہ دہشت عقبیٰ ہی مجنون کو

جذب دل ہی ہین کیا خون جان بسمل کو
تا لہو دیکھ کے آجای نہ غش قاتل کو

سیر دریا کی خوش آتی ہی کسے یار بغیر
ہم لب گور سمجھتے ہین لب ساحل کو

ساربان جد کی طرف کھینچے ہے مجنون سوے نجد
ناقہ حیران ہی کہ لیجاوٗن کدھر محمل کو

تل یہ کاجل کا زنخدان پہ بنا کر تونے
داغ اک اور دیا رات مہ کامل کو

ایک بوسہ نہ دیا اسکا تو کیا اجر اسکا
گر بھرا موتیون سے تونے کف سائل کو

وادیِ نجد کا اندیشہ نکر اے لیلی
ناقہ دو گام مین کرجائیگا طی منزل کو

پردہ چہرے سے اٹھاتا ہی وہ اندک اندک
نیم بسمل نہ کرے آج کہین محفل کو

ای پری چہرہ ترے خال بنا گوش کا عشق
چین دیتا نہین از بسکہ کسی عامل کو

آب پر نقش بناتا ہی کوئی تیری لیے
آگ مین ہجر کی جلاتا ہی کوئی فلفل کو

بھول جاتا وہ اگر تمکو نہ تھا اسکا عجب
تم تو ہشیار تھے کیون بھول گئے غافل کو

انتظار یار مین اپنے خط انگشت دست
بخت خوابید کیسکا تا نہ چونکی خواب سے

مٹ گئے ہین گنتے گنتے روز ماہ و سال کو
زیب پا اُسنے کیا ہے کم صد اخلخال کو

قطع کرنا رشتہ الفت کا غافل خوب ہے
کون ساتھ اپنے لگائی رکھے اس جنجال کو

تحریر اُسکی نازکی عضو تن نہو
جائے قلم اگر رگ برگ سمن نہو

عریان اُٹھین گے قبر سے آخر تو حشر کو
رکھدو ہمین تو بھین جو نہین ہے کفن نہو

صیاد وان نہ رکھ قفس بلبل اسیر
برسون جہان گذار نسیم چمن نہو

تیشے کے جو دہن سے نکل آئی ہے زبان
پیاسا ترے لہو کا تو اے کوہکن نہو

بے سعی غیر نکلے ہے دریا دکون کام
چشمے مین کچھ بھی حاجت داد و رسن نہو

منصور کو جو دار پہ کھینچا بجا کیا
وہ بات کیون کہے جو سزاے دہن نہو

مین نے تو سینہ چاک کیا اُسنے پیرہن
مجنون نہ یہ زخم سینہ مرا خندہ زن نہو

ازبسکہ صاف دل ہین یہ منظور ہے ہمین
نامہ بھی تجکو بھیجین تو اُسمین شکن نہو

اتنا بھی سادہ رو تو خوش آتا نہین ہمین
اِک آدھ دلفریبی کی جسمین پھبن نہو

لطف کیا ہی کا اس گلشن میں اے دل جہاں
باغبان صیاد ہو اور موج سبزہ دام ہو

کوچۂ جانان میں دیکھیں ہم اگر دل کھول کر
پل میں دریا کا کنارہ اک کنار بام ہو

آتش افسردہ ہیں اُنکے مستی آلودہ لب
اُنسے کیونکر پختہ اپنی آرزوئے خام ہو

کوئی بے اُسکے نہیں اُس بت سے سازش کی طرح
یا ہمیں کافر ہوں یا وہ حسب صفا اسلام ہو

چاہتے ہیں یہ پتنگے شوق وصل شمع میں
ہم جلیں اور صبح دو دو بال و پر سے شام ہو

کیا کوئی شاعر کمر کو تیری باندھے شعر میں
جب تلک مضمون اُسکا غیب سے الہام ہو

بوریائے فقر میرا اک بنا تخت شہی
مجکو کیونکر اعتقاد گردش ایام ہو

عیش دیتا ہی اسے دور فلک اور مجکو رنج
یاں مجھے دوران سے رہوان جو دور جام ہو

عیب ذاتی تربیت سے بھی نہ زائل ہو سکے
تلخی شکر میں بھی دیوے تلخ جو بادام ہو

ہے جناب کبریا میں یہ ہی غافل کی دعا
جو کہوں میں شعر وہ مقبول خاص و عام ہو

وہ جام جو پیے تو بے مجھے یاں خمار ہو
ٹوٹے بدن عرا اگر اسکو بخار ہو

دیوانگان گل کی یہ مرضی ہے صبا
زنجیر بھی ہو پانو میں تو خار دار ہو

شاید اسی غبار سے پیدا سوار ہو
اے دل تو کوئی عشق میں رکھتا نہیں قدم
ایسا ہو کہ پھر کوئی آفت دوچار ہو

وہ زلف معنبر نہ اگر مشک فشان ہو

ہر ذرہ مری خاک کا چشم نگران ہو

تصویر سے عاشق کی اگر بات کرے تو
سرگرم سخن تجھ سے وہ بے کام و زبان ہو

بیمار محبت کو اگر اپنے وہ دیکھے
زندے پہ یقین ہو اسے مردے کا گمان ہو

کام تھا عالم امکان سے بھلا کیا ہمکو
جاذبۂ عشق یہان کھینچ کے لایا ہمکو

ایک مدت سے تلاش دہن یار میں ہم
اسقدر گم ہیں کہ پاتا نہیں عنقا ہمکو

پس دیوار تری کوچے میں ہم بیٹھے ہیں
آج جنت میں ملا سایۂ طوبا ہمکو

شمع سان یاد قد یار میں روتے روتے
موج اشکون کی ہوئی سلسلہ پا ہمکو

دیکھتے ہیں جو کبھی دیدۂ وحدت بین سے
نظر آتا ہے ہر اک قطرے میں دریا ہمکو

دین کے کام کے نے لائق دنیا ہیں ہم
نہیں معلوم کیا کس لیے پیدا ہمکو

تن پر داغ سے جل جل کے کفن خاک ہوا
مر گئے پر بھی کیا عشق نے رسوا ہمکو

ہمرہان جاتے رہے دشت خطرناک کے بیچ
صورت نقش قدم چھوڑ کے تنہا ہمکو

شعبدہ باز نہیں ہی جو فلک پھر کیا ہے
اک نیا روز دکھاتا ہے تماشا ہمکو

اشک گوہر ہے اگر لخت جگر ہی یاقوت
دولت عشق سے سب کچھ ہی مہیا ہمکو

خواہش حور ہی غافل نہ ہوس جنت کی
آرزو ہے کہ نہ ہو کچھ بھی تمنا مجکو

مرغ دل عشاق کی خاطر نہ نشان ہو
جبتک نہ تری ناوک مژگان کا نشان ہو

ایسا نہ کوئی خاطر عالم پہ گران ہو
جس کشتی پہ ہم بیٹھیں وہ کشتی نہ روان ہو

ہین سختی دوران سے رگ سنگ بنا ہون
نشتر بھی لگائیں تو نہ خون تن سے روان ہو

اس باغ کے گل مدنظر اپنے نہیں ہین
ہوتا تھا جہان گل پہ خزان آج خزان ہو

مضمون جو لکھون خواہش دیدار کا خط مین
جو دائرہ حرف ہو چشم نگران ہو

مژگان کے خس و خار ہون کیا مائل گریہ
ہو جاوے وہ جون کاہ اگر کوہ گران ہو

خاموشی مین جون غنچہ مزاج اسکو ملا ہے
ہرگز نہ کرے بات اگر لاکھ زبان ہو

ہمرنگ رخ یار اگر ہووے کوئی گل
بلبل نہ کبھی باغ مین سرگرم فغان ہو

مین داغ جدائی مین کسی گل کے ہوا ہون
گر نا مجھے وان دفن جہان لالہ ستان ہو

پنہان ہے مرے سینے مین یون سوز محبت
جسطرح سے شعلہ دل خارا مین نہان ہو

دعواے فن شعر فریب ہے اسی کو
جو کوئی کہ غافل ہمہ گو ہو ہمہ دان ہو

مصحفی وہ کو سمجھتا ہون مین ایمان اسکو
جو پھرے اس سے کہون پھر نہ مسلمان اسکو

دشت سے گر تیرا دیوانہ کرے شہر کا قصد
پاؤن پڑ پڑ کے کھینچیں خار مغیلان اسکو

[illegible]

گھر سے باہر بھی نکلتا ہے تو دو چار کے ساتھ
کوچہ یار سے جائیں تو کہاں جائیں ہم
ہو گئی ہے ہمیں الفت در و دیوار کے ساتھ
[illegible]

ردیف ن
[illegible]

کیون نہو جان اس آئے کنارے تنگ
ہمصفیرو باغ بہار ایکی چمن کی لوٹی
لندنون تونے نکالی ہی نئی طرز حرام
سجدہ کرتے ہین اسے شیخ و برہمن دونون

زندگی کرنی پڑی ہم اسی بہار کے ساتھ
ہم قفس ہی مین مرے مرغ گرفتار کے ساتھ
جی کھنچے جاتے ہین ظالم تری رفتار کے ساتھ
بت کو نسبت نہین کچھ سنگ در یار کے ساتھ

مجکو اولاد علی سے ہے محبت غافل
حشر ہوئیگا مرا حیدر کرار کے ساتھ

ہم فقیرون کا سنے گرد کر آرہ فاختہ
جل کے خاکستر ابھی ہو جاے تو آگ مین
چشم ترسے اپنی تو سیراب کر شمشاد کو
جامۂ خاکستری سے تیری ثابت ہوا
جسپر اس کا تمامی پوش کا سایہ پڑے
شوق مژگان سے بھی تو کھینچا ہوا سر پر
مرغ بستانی کا آگے سامنے دم بند ہی

اپنی کو کو پر کرے ہرگز نہ غرہ فاختہ
گر ترے دل مین ہو سوز عشق ذرہ فاختہ
یان درخت خشک پر چاتا ہوا آرہ فاختہ
اپنی درویشی کا ہی تجکو بھی غرہ فاختہ
باغ مین ہے سرو ہو رشک مجرہ فاختہ
یادامر دبین اگر ہے زیر آرہ فاختہ
قسمہ ہمیں ہین نگر غافل سے غرہ فاختہ

دیوان غافل ۷۷

باندھ رکھتے ہین دل وحشی کے ہمیر دست و پا
تا نہ کہلا بھیجین پیام زبانی عاشقان
دمبدم درد محبت اور بھی بڑھتا گیا
خاک و خون مین دست و پا مار کیے وہ دیر تک
آرزو مین جو ہم آغوشی کی تیری مر گئے
عاشق حیران کا تیری کیا جنازہ لیگئے
قتل مین بھی میری کیا مرنہ تجھے منظور ہے

تنگ آیا ہون تمہاری الفونکی زنجیرون کے ہاتھ
بھیجتا ہے وہ جواب نامہ بھی تیرون کے ہاتھ
جا پڑا ہون کن طبیبونکی مین بد تقدیرون کے ہاتھ
دامن قاتل آیا تو بھی نخچیرون کے ہاتھ
گو رسے باہر رہینگے ان جہانگیرونکے ہاتھ
پیٹنے کی واسطے اٹھتے ہین تصویرون کے ہاتھ
مجھکو گن گن کر لگاتا ہے جو شمشیرونکے ہاتھ

ایسا ساحر ہے وہ ای غافل بقول مصحفی
باندھ رکھے ایک تار زلف مین پیرونکے ہاتھ

گھورتی ہے بطرح تصویر پشت آئینہ
اپنے خط کا مین نے کاغذ جو دیا اسپر لگا
زانوی خوبان سے ہم بھی رہتے چسپان ہر گھڑی
حسرت دیدار مین انکے جو مین بسمل ہوا

مجھ سے کیا ایسی ہوئی تقصیر پشت آئینہ
پڑھ کے وہ حیران ہوا تحریر پشت آئینہ
کاش کے ملتی ہمین تقدیر پشت آئینہ
خون میرا ہوگا دامنگیر پشت آئینہ

کام یہ اس قدر نہین ہے کچھ
ہم تو سو بار کھا چکے نہ ہوسکے کچھ
زہر مین بھی اثر نہین ہے کچھ
رہبرو اس صفا سے وندان سے کچھ
قدر سالک گر نہین ہے کچھ
دشت غربت مین کیا قدم رکھین
پاس زاد سفر نہین ہے کچھ
کس سے تشبیہ دیجے اسکو

[illegible]

مزا ملے جو مری طرح اسکو جلنے مین	تو آگ سے نہ کبھی پھر یہ رخ کباب پھرے
جو کھوے محرم آب دان کو تو لب جو	عدم کو جاتی ہوے راہ سے حباب پھرے
مدد سے طالع برگشتہ کے عجب کیا ہی	جو کوی یار سے قاصد مرا شتاب پھرے
اٹھے جو یار کے رخسار آتشین سے نقاب	تو حشر کو تہ ادھر روے آفتاب پھرے
شب وصال جو آہستہ چلنے کو کہیے	تو ضد سے میری فلک اور بھی شتاب پھرے
جو تیری چشم کا قاضی کو بھی اشارہ ہو	بغل مین دابے ہوے شیشۂ شراب پھرے
وہ آئے فاتحہ پڑھنے جو بعد مدت کے	مری لحد سے یہ نکلی صدا شتاب پھرے
بدل بہار سے ہوے خزان گلشن عمر	جو پھر بھی جا کے کبھی موسم شباب پھرے
کہین تو دفن ہی فرہاد اور کہین مجنون	نہ کوہ و دشت مین روتا ہوا سحاب پھرے
چلو رکھی کے جلائے چراغ دریا پر	جو تجھسے دل مرا اے رشک ماہتاب پھرے
سوال سنکے مرا آپ ہین عبث خاموش	یہ وہ گدا نہیں جو در سے بے جواب پھرے
وہ لالہ روپے گلگشت باغ آیا ہے	ہزار شکر کہ دن تیرے اے گلاب پھرے
خیال جسکا کہ بیداری مین ہے ہر دم	اسیکی آنکھونمین صورت میان خواب پھرے

[illegible]

صحرا مین پھیرے خضر کا ٹہرتا نہین قدم
گردن کسی ملاتی ہی انسان کو خاک مین

بجلی کے تیری جنبش ابرو مین ڈھنگ ہین
کیا دور داد خواہی کو صحراے حشر مین

تکتے ہین منھ ہر ایک کا مخمل ہین اسلیے
جبتک نہ آگے آگے کوئی رہنما چلے

بہتر ہے آدمی جو ذرا سر جھکا چلے
کیا خاک اُسکے سامنے تیغ قضا چلے

قاتل کے ساتھ گر الاشہ چلا چلے
ہم بھی کہین کچھ اُس سے جو ذکر وفا چلے

جور بتان ہند سے غافل تنگ ہون
مین تو ابھی چلون جو کوئی کربلا چلے

عبث وہ شیر نگین بنتا ہی اب تو آنکھون سے
کہ رد قی روتی یان جا تا رہا ہی نور آنکھون سے

اڑاتے ہین ستارا آنکھ اُن مخمور آنکھون سے
کیا ہی شرم کی پیری کو شاید دور آنکھون سے

کیا ہی قتل اک عالم کو جنکے لال ڈورے نے
خداوندا بچانا مجکو اُن مخمور آنکھون سے

چڑھے وہ غیرت شمع تجلی گر نظر تیری
ابھی گر جا ہی موسی چراغ طور آنکھون سے

دل صافی کا گر ہو پاس میخانے مین ساقی کو
اُٹھائے ریزہ ہاے ساغر بلور آنکھون سے

کیا ہی مین نے طے اک گام مین راہ حقیقت کو
قدم سیر لگا ئین شبلی و منصور آنکھون سے

بے قد یار آنکھوں میں یوں سرو باغ ہے
سولی کھڑی ہو جیسے گنہگار کے لیے

وہ بت ہی تو کہ آنکھ کی پتلی بنائیے
آنکھوں کی ڈوریاں ہوں ترے زنار کے لیے

دیکھا ہی جیسے حلقہ عشاق ترے گرد
جلتی ہے شمع گرمی بازار کے لیے

جیسے تکلف سن تو دریان نہیں
میری بلا ہی یار تو مین یار کے لیے

روے صبا یہ کب در گلزار بند ہی
راہیں کھلی ہوئی ہیں طلبگار کے لیے

دیوانہ پیرہن نہ کرے چاک کیا کرے
کچھ مشغلہ ضرور ہے بیکار کے لیے

یارب ہماری آنکھ کا پردہ پسند ہو
درکار ہے نقاب رخ یار کے لیے

مرتا ہوں میں تو حلقہ گیسو کے رشک سے
بوسے ہزار ہا تری رخسار کے لیے

اللہ رے جذب عشق کہ باد صبا کے ساتھ
گل اُڑ کے آئے مرغ گرفتار کے لیے

مجنوں بغیر کون ہی لیلی کا قدر دان
مطلوب ہی جہان طلبگار کے لیے

خلوت سراے خاص مین غافل کا ہی گذر
پروا نہیں ہے محرم اسرار کے لیے

وہ جوش نوجوانی اب کہان ہے
نہ وہ نالہ نہ وہ شور و فغان ہے

گریبان ماہ نو سے تکمہ اختر
قبا کا چاک اُسکی کہکشان ہے

گلستان یار بن مقتل ہے [illegible]
ہے تیغ و [illegible] ہے

زمین اور پہ ہے چرخ آسمان ہے

جو تڑپا مین لحد مین دیکھ لین
نمایان تن سے مغز استخوان ہے

لطافت مین نہین وہ نور سے کم
وہ خال لب نہین مہر دہان ہے

نمونی کا سبب ہمسر عیان ہے
کریں پھر نازکی اپنی گران ہے
کوئی نازک بدن ایسا کہان ہے

ہوا مشہور کم ہونے سے غفلت
ہماری بے نشانی ہی نشان ہے

ترستا وہ حسن کا جلوہ ہی جس سے

[illegible]

شب جدائی کا مجکو گلہ کا زبسکہ روز وصال بھی ہے
اگر ہے رنگ نشاط منہہ پر تو دل مین کچھ کچھ ملال بھی ہے

ہوئے ہین جون خار شانہ لاغر بدن مین کچھ اپنے حال بھی ہے
وہ گل تو زلفین بنا رہا ہے اُسے ہمارا خیال بھی ہے

ثبات کار جہان ہو کیونکر زمانے کا ایک حال بھی ہے
عروج ہے تو نزول بھی ہے کمال ہی تو زوال بھی ہے

یقین یہ ہے کہ آجکی شب فلک نہ چھوڑیگا مجکو جیتا
جو کہکشان ہے سنان سنبھالے تو تیغ برکف ہلال بھی ہے

نہ پوچھو جو کوہکن پہ گذری سنا ہی ہوئیگا حال اُسکا
یہ سچ کہا ہے کہ عشق بازی نہین ہے آسان محال بھی ہے

کدھر گیا ہے خیال تیرا کہان ہے ای شاخ یاسمن تو
سمجھ کے دعوی ناز کی کر چمن مین وہ نونہال بھی ہے

عجب نہین اسکا زشت رو بھی جو آپکو جانے خوبصورت

غم جدائی نہ کھا تو ای دل فراق ہی تو وصال بھی ہے

گدائے ناچیز ہین ہمارا خیال آتا ہے کب کہ اُسکو
جو کبر جاہ و جلال ہے تو غرور حسن و جمال بھی ہے

نہ خواب و خور کا ہے دھیان مجکو نہ تن بدن کا ہے ہوش ناصح
خیال جانان مین محو ہون مین کہ جسے کچھ اپنا خیال بھی ہے

فتادگی سے غبار رہ کو ملی ہے اوج ہوا پہ جاگہ
جو آپ کو جانے سب سے ناقص برابر اسکے کمال بھی ہے

پھنسے ہین کتنے ہی طائر دل تمھارے نینو کے پیچ مین
غرض کہ ثابت ہوا یہ مجکو قبا بھی ہے اور جال بھی ہے

مثال خورشید اُسکے منھ پر نظر ٹھہرتی نہین ہے اصلا
لڑا سکے اُس سے آنکھ کوئی کسیکی اتنی مجال بھی ہے

برنگ ماہی کسی نے مجکو کیا تھا چورنگ کیا عدم مین
جو زخم شمشیر ہے بدن پر تو خلق میرا اصلال بھی ہے

گدائے نظارہ باز ہون مین جو پاس رکھتا ہے دولت حسن

اس سرا دہر میں ہر دم مقام و کوچ ہے
کوئی بیٹھا ہی کوئی پا در رکاب استادہ ہی

اسکے روے حیرت افزا کا ہی [illegible] جیسے عکس
مثل آب آئینہ دریا کا آب استادہ ہی

بیٹھنے کا حکم کب ہے محفل خوبان کے بیچ
دست بستہ سامنے ہر شیخ و شاب استادہ ہی

آفتاب صبح جسپر روز ہوتا ہے فدا
کیا یہ اُسکا خیمۂ زرین طناب استادہ ہی

گر نہ اُسکی سامنے گردن جھکا دون کیا کرون
قتل پر میری وہ سرگرم عتاب استادہ ہی

یہ وہی غافل ہی جو تھا کل تلک مسند نشین
آج گو اس در پہ باحال خراب استادہ ہے

نگاہ یار ہمسے آج بے تقصیر پھرتی ہے
کسیکی کچھ نہین چلتی ہی جب تقدیر پھرتی ہی

مرقع ہی مری آنکھون مین کیا یاران رفتہ کا
جو نظرون کے تلے ہر ایک کی تصویر پھرتی ہی

ترا دیوانہ جبسے اٹھ گیا صحراے وحشت سے
بگولے کیطرح سے ڈھونڈھتی زنجیر پھرتی ہی

تری تلوار کا منہ ہمسے پھر جائے تو پھر جائے
ہماری آنکھ کب قاتل تہِ شمشیر پھرتی ہی

کبھی تو کھینچ لائیگی اُسے گور غریبان پر
کہ مدت سے ہماری خاک دامنگیر پھرتی ہی

بیان کس منہ سے ہو ہی یار کی شیرین کلامی کا
زبان پر اپنی اب تک لذت تقریر پھرتی ہے

گر حلقۂ تسبیح مین گردن ہے کسی کی
وابستہ ہے تو رشتۂ زنار سے کوئی

تنہا نہ ہمین اسمین گئے جان سے غافل
جانبر نہ ہوا عشق کے آزار سے کوئی

چمن کوچۂ جانان سے یہ کیا آتی ہے
ناز کرتی ہوئی جو باد صبا آتی ہے

ایک وہ بت نہیں آتا ہے مرے مرقد پر
گو زیارت کو لیے خلق خدا آتی ہے

لیکے پیغام زبانی جو چلا ہے قاصد
بات بگڑی ہوئی کیا اسکو بنا آتی ہے

عشق نے عالم پیری مین ستایا ہے مجھے
نالہ کرتے ہوئے اُس مُنھ سے حیا آتی ہے

کسکے مین دست نگارین کا ہون زخمی یارب
ہر گل زخم سے جو بوے حنا آتی ہے

جی مین آتا ہے مسیحا سے مین پوچھون جاکر
مرض عشق کی بھی تجکو دوا آتی ہے

صبح کس طرح سے ہوگی شب ہجر فراق
نہ تو نیند آتی ہے مجکو نہ قضا آتی ہے

کسطرح قافلۂ ملک عدم کو ڈھونڈھین
نقش پا ملتے ہین نے بانگ درا آتی ہے

چھوڑ جاتا ہے وہ جب گھر مین اکیلا مجھکو
در و دیوار سے رونے کی صدا آتی ہے

یاد گیسو مین الجھتا ہے سر شام سے دل
رات کیا آتی ہے اک سر پہ بلا آتی ہے

جاتا ہے اسکے سر رشتۂ عمر ابدی
ہاتھ مین جب تری زلف سیاہ آتی ہے
طرف دشت جو لیلی کا گذر ہوتا ہے
ناقہ کی گرد سے وہ روز قضا آتی ہے
اس چمن مین کوئی بلبل کی کہے کیا غافل
کون کا گل مین بیان کر کے وفا آتی ہے
کوکہ جلتے ہی جان جان دیکھا ہے
گلگون کو کوئی نہ دیکھا ہے

فصل گل مین بھی ہے ہنگام خزان دیکھا ہے
مین نے اس باغ مین کیا کیا نہ سمان دیکھا ہے
غور سے آئینہ بھی تجکو کہان دیکھا ہے
نہ کرو دیکھی ہے تیری نہ دہان دیکھا ہے
ہے قسم سرو چمن کی تجھے اپنے قد کی
تو نے ایسا بھی کہین سرو روان دیکھا ہے
نامۂ لخت جگر کو جو چلا ہے لیکر
قاصد شکستہ کی اُسکا مکان دیکھا ہے
دام مین لوٹی دینگے کوئی ایا ہون

ایک عالم ہون مین بھی جہان دیکھا ہے
[illegible]
[illegible]
اے زبیخا بھی کہین یہ نیان دیکھا ہے
[illegible]
لیلۃ القدر [illegible]
[illegible]

[illegible]

گفتگو زلف کی اسکی جو کبھی آتی ہے
پیچ سے گر تری کاکل کے نکلتا ہی کوئی

پوچھتے کیا ہو تم اس خاک کے پتلے کا ثبات
بحث نالے کی کیا کرتا ہی ہمسے مجنون

کسکے مجموعۂ خاطر کو کرے گی برہم
ناتوانی سے ہون دو دن مین ہمیشہ کی

بیستون کاٹکے فرہاد نے یہ دل سے کہا
مین وہ ہکش ہون کہ گلزار مین جسکی خاطر

کون فریاد اسیران جفا سنتا ہے

بات کرنے مین زبان میری الجھ جاتی ہے
زلف پھر دام مین اپنے اسے الجھاتی ہے

جیسے تصویر گلی بنکے بگڑ جاتی ہے
اپنے دیوانے کو لیلی نہین سمجھاتی ہے

الجھے بالونکو ترے کنگھی جو سلجھاتی ہے
میری مرنے کو تو مٹی بھی نہین کھاتی ہے

اور کیا دیکھیے شیرین مجھے فرماتی ہے
اڑکے میخانے سے ہر شب بط مے آتی ہے

ہم بھی غل کرتے ہین زنجیر بھی چلاتی ہے

عرش پرواز نہین تھے ہم بھی کبھی اے غافل
اب تو یے بال و پری ٹھوکرین کھلواتی ہے

تجھسے محبوب سے جسوقت بگڑ جاتی ہے
بو کسی زلف معنبر کی مگر لاتی ہے

مرتے بن آتی ہے اور کچھ نہین بن آتی ہے
ناز کرتی ہوئی جو باد صبا آتی ہے

آنکھ آئینے سے پھر کیون تری شرماتی ہے
ہم گلستان سے نہین سنکے صبا غافل
یار کیا آتا ہے گویا کہ بہار آتی ہے
بوند آنسو کی جو آنکھون سے کبھی آتی ہے
آتش دل کو وہ ... اور بھی بھڑکاتی ہے
جب تصور مین ترے آنکھ جھپک جاتی ہے
خواب مین ایک پری مجھکو نظر آتی ہے
کسکو بیماری الفت کی دوا آتی ہے
جاتی جاتی ہے یہ بیماری نہین جاتی ہے

بست

پست کرتی ہی بگولے کو بلندی آخر
زرد ہوتا ہے کبھی چہرہ مرا گاہ سفید

سرکشی خاک مین ہر ایک کو ملواتی ہے
رنگ کیا کیا مجھے الفت تری دکھلاتی ہے

ملک رفاے سے ہمین دار بقا کو غافل
ایک ہی لغزش پا مستی مین پہونچاتی ہے

محفل عشرت بھی خوش آتی نہین اصلا مجھے
دو گھڑی بھی چین بن اُسکی نہین آتا مجھے
جسنے جرم دوستی پر جان سے مارا مجھے
کھینچتا ہی جوش وحشت جانب صحرا مجھے
آگئی پہلے ہی دلبر نا امیدی سے شکست
ذ سزاوار جہنم ہون نہ شایان بہشت
مین ہون مجبور ازل اسکا تعجب کچھ نہین
تیری چشم سرمہ سا کی آنکھین جو پائی شبیہہ
ٹھنڈی ٹھنڈی سانسین بھر کر رہ جاتا ہون مین

یاد دلواتے ہین اُسکے ساغر و مینا مجھے
میری بیتابی کریگی ایک دن رسوا مجھے
حیف وہ نا آشنا سمجھا سب کہین گے کیا مجھے
خانہ زندان مین بھی مشکل ہو رہنا مجھے
مانگتا عقبیٰ ہی مین ملتی اگر دنیا مجھے
حق تعالیٰ نے کیا ہی کس لیے پیدا مجھے
ساتھ سونے گر نہ دیوی صورت زیبا مجھے
خوش بہت آئی چمن مین نرگس شہلا مجھے
یاد آتا ہے جو وصل موسم سرما مجھے

[illegible]

سرگذشت سوز ہجران کا نہ پوچھو ماجرا	جسکو سنکر کان جلجاتین یہ وہ افسانہ ہی
آمد آمد ہے الٰہی آج کس مے نوش کی	مثل چشم منتظر جو دا ور میخانہ ہی
وہ بگڑ بیٹھے ہین جیسے آبنی ہی جان پر	ہم بیان کرتے ہین روداد زمعشوقانہ ہی
دست و پا کا خون مین بھرنا ہی دعوی عاشقان	کٹگئے سر گرنا زمین پر سجدہ شکرانہ ہی
نعمت خوان سلیمان کی نہین مجکو ہوس	مور قانع کی طرح خرمن مجھے یکدانہ ہی
جلد کر جاتے ہین عاشق ہستی سے عبور	شمع روشن بادبان کشتی پروانہ ہی
موج زن دریا مے ہی اسقدر خمخانے مین	صورت گرداب گردش مین ہر اک پیمانہ ہی
دور کرتا ہی جو خط سبز کو عارض سے تو	کیا ریاض حسن مین سبزہ بیگانہ ہی

داؤن اے غافل سمجھکر رکھ قمار عشق مین
جان کی بازی ہی یان کیا بازی طفلانہ ہی

حور کو کہتی ہین خوش چہرہ بھلا کس منہ سے	آنکھ سی آنکھ نہ گیسو ہین ترے گیسو سے
دولت حسن کے جانیکا نہ کر تو افسوس	ہاتھ آئی نہین جو چیز گئی قابو سے
جیسے تن پھونک دیا آتش فرقت نے مرا	آگ کا شعلہ نکلتا ہی بن ہر مو سے

مجکو عشق آ ہی گیا بالون کی ترے بو سے
خاک بھی ریگ روان بنکر مجھے ڈھونڈھیگی
باز آنے کا نہین مین تری جستجو سے
اسقدر یاد وہین مین سر قدون کے رویا
نکل گیا سیل اُسے اشکون کا جاسر جو سے
جیسے اطراف مین پہونچا گذر اشہر حسن
لوگ آتے ہین چلے دیکھنے ہر سو سے
طوق زنجیر مین ہوتا تو کبھی چھٹتا بھی

[illegible]

ہمارا نامۂ اعمال بھی رہا اک ساتھ
کفن کے حروف نقط زمین سے تھے
وہ دھیان آئے [illegible] زمین سے تھے
جو جذب ہو گئی پانی شوخی نقط زمین سے تھے
کون [illegible] بیان مین [illegible] زمین سے تھے
خیال یار [illegible] زمین سے تھے
مومن وہ تب ہو [illegible] زمین سے تھے
[illegible] زمین سے تھے
دامان وحشت [illegible]

ہمخانگی یار کا حاصل تب مزا
جب مے میان بے شرم کی دیوار ٹوٹ جاے

کنج قفس مین آج پھڑکتا ہے کس طرح
بازو ترا نہ مرغ گرفتار ٹوٹ جاے

وہ بے نصیب کشتنی نہین تیرے ہون مین
باری مری جو آئے تو تلوار ٹوٹ جاے

لیکر بغل مین شیشہ مے کو چلا ہے شیخ
کیا سیر ہو اگر سر بازار ٹوٹ جاے

گاہک کئی ہین آئینۂ دل کے اندرون
جھگڑا چکے جو بیش خریدار ٹوٹ جاے

کیون سب دل عزیز رکھون چشم یار سے
ڈر ہے یہی نہ خاطر بیمار ٹوٹ جاے

اسلام کا ثبوت ہی اے شیخ کفر سے
تسبیح ٹوٹ جاے جو زنار ٹوٹ جاے

تڑپے نہ وقت ذبح یہ ہم جی مین سوچ کر
ایسا نہو کہ خنجر خونخوار ٹوٹ جاے

چکین ہین یون مین یہ ہمی دام ہے تنگ
جسطرح موج ہون کا کہین ہار ٹوٹ جاے

ہم وہ ہین بے ثبات کہ گل سے ہماری طرف
سو بار گر بنائین تو سو بار ٹوٹ جاے

بسمل کی طرح تڑپے ہی دل کیا عجب اگر
تار رفوے سینۂ افگار ٹوٹ جاے

توڑ دیگا نہ مین رشتۂ الفت کو زینہار
تیری طرف سے ٹوٹے تو اے یار ٹوٹ جاے

لکھون شکستہ پائی کا اپنے جو ماجرا
پاے قلم وہین دم رفتار ٹوٹ جاے

ہنوز جاری ہی [illegible] خون [illegible]
جواب نامہ [illegible] لائے [illegible] خط زمین سے تھے
کسی کا یاد [illegible] آرام [illegible]
عزیز [illegible] زمین سے [illegible]
ملا نہ چین [illegible] صنعت [illegible]

[illegible]

پھر گئی آگے لیلی اے مجنون
کتنی برگشتہ تیری قسمت ہے

کو ہکن آپ کو ہلاک نہ کر
نار پرویز کو جو عبرت ہے

آب و دانے کی فکر مین شب و روز
آسیا زیر گرد کلفت ہے

جھک کے چناپیان کمینون سے
یہ بھی اک تمغہ شرافت ہے

سچ کہا ہے کسی نے اے غافل
تندرستی ہزار نعمت ہے

چھٹ پنے ہی مین یار آفت ہے
کچھ بڑھا قد تو پھر قیامت ہے

ایک دل جسپہ لاکھ آفت ہے
درد ہے داغ ہے جراحت ہے

گر نہ غفلت مین تو بسر اُسکو
ایک دو دم کی یہ جو مہلت ہے

مرگ پر کیا کسی کے روئین ہم
دل کے ماتم سے کسکو فرصت ہے

ناز و انداز یہ پری مین کہان
ہمنے مانا وہ خوبصورت ہی

پڑ گئے جسم پر نشان نگاہ
گل مین کب اسقدر نزاکت ہے

دم آخر نہ جاؤ بالین سے
کر لو رخصت کہ وقت رخصت ہے

روز حسرت ہے شب مصیبت ہے
نعمت خوان عشق کیا پوچھے
شکر کی جا یہان شکایت ہے
ہو فلک پر نہ کیون دماغ اُسکا
ماہ سیما ہے مہر طلعت ہے
دم غنیمت ہے زیست اے غافل
مُند گئی آنکھ تب قیامت ہے

مین وہ ہون گنہگار نہ چھوڑے مجھے قاضی
جب تک نہ لہو دیدۂ نخچیر سے ٹپکے

زخمی ترا مر جاے اگر پیاس کے مارے
اک قطرہ نہ آب دم شمشیر سے ٹپکے

پڑ جاے اگر حسن جوانی کا تری عکس
اغلب ہی کہ جوبن تری تصویر سے ٹپکے

دن رات جو رہتا ہی کرم ابر بلا کا
جس گھر مین ہون وہ مری تقدیر سے ٹپکے

جب دیکھتی ہین سیب کو ہم یاد ذقن مین
کہتے ہین یہ میوہ کسی تدبیر سے ٹپکے

کیا کیا نہ اسیری مین ہوا حال ہمارا
آنسو نہ کبھی دیدۂ زنجیر سے ٹپکے

مین وہ ہون وفادار اگر ذبح کرے تو
جم جاے لہو اور نہ شمشیر سے ٹپکے

لکھا ہی تمنای شہادت مین اُسے خط
خون کیون نہ مری نامے کی تحریر سے ٹپکے

ہم وصف کیا کرتے ہین شیرین دہنون کا
رس کیون نہ ہمارے لب تقریر سے ٹپکے

لکھتا ہون صفت پنجۂ رنگین کی عجب کیا
گر رنگ حنا خامۂ تحریر سے ٹپکے

بے یار وہ برسات مین پیکان سے نہین کم
پانی کی کوئی بوند جو تیر سے ٹپکے

غافل کی یہ طاقت ہی کہ آنکھ اُس سے ملائے
جب زہر نگاہ بت بے پیر سے ٹپکے

ای عندلیب کس سے کہین اپنی سرگذشت

[illegible]

چشمۂ کہسار ہی روتے نہیں ہیں آج تک
داغ ہیں لالے کے بھی تلمیح غم فرہاد سے

رخصت پرواز تا بام قفس ہمکو نہ دی
مرتے مرتے جی ہی میں یہ شکوہ رہا صیاد سے

طائر رنگ حنا کی طرح ہیں ہم وہ اسیر
مخلصی ممکن نہیں جسکی کف صیاد سے

گھات میں سبکی لگا رہتا ہی صیاد اجل
طائر جان بچ نہیں سکنے کا اس صیاد سے

موج زن دیکھے خضر گر آب تیغ یار کو
ہاتھ دھو بیٹھے بقاے عمر بے بنیاد سے

اسنے کھینچی تھی یہ کسکی تیغ پر خونکی شبیہ
خون ٹپکتا ہی جو اب تک خامۂ بہزاد سے

خاک تو اڑ جائیگی اور دم ہوا ہو جائے گا
آدمی غافل ہی کیون اس جسم خاک و باد سے

کیا لگی ہے آگ میرے نالۂ فریاد سے
جو دھوان سا اٹھ رہا ہی خانۂ صیاد سے

چاہیے نالان نہونا یار کی بیداد سے
ہر ستم پر آفرین نکلے لب فریاد سے

عشق ہوتا گر اسے تیرے قد آزاد سے
مٹنے پاتا کب الف پیشانئ آزاد سے

فصل گل میں دیکھکر خالی ہمارا آشیان
گر پڑے آنسو چمن میں دیدۂ صیاد سے

میرا اڑنا تو قفس سے اے صبا معلوم ہی
رنگ اڑ سکتا نہو جب دہشت صیاد سے

دیوان غافل

۹۱

[illegible]

گرم پھر حسن کا بازار ہوا چاہتا ہے
دیکھ لینا غم معشوق میں کڑھ کڑھ کے
کچھ نہ سمجھا اب مجھے آزار ہوا چاہتا ہے
آنکھ للچاتی ہوئی پڑتی ہے جبھی میری
عشق اسیر کا اظہار ہوا چاہتا ہے
کہدو اس پردہ نشین سے کہ ترے خاطر کوئی
آج رسوا سر بازار ہوا چاہتا ہے
پان کھا کھا کے لب بام پہ وہ آ بیٹھا
[illegible] ہمارا پس دیوار ہوا چاہتا ہے
کوچۂ یار میں جاتا ہی عبث تو غافل
کیون مصیبت میں گرفتار ہوا چاہتا ہے

[illegible]

اسیری

اسیری کو تری اے مرغِ دل ہر دام بھی آئین
سنے وہ کان رکھکر کیون نہ میرا قصۂ وحشت
گل خورشید ہے معشوق خورشید قیامت ہے

نہین یہ خال کا دانہ سلیمانی کا دانہ ہے
نئی یہ داستان ہے کہنہ مجنون کا فسانہ ہے
چمن مین شور محشر مجکو بلبل کا ترانہ ہے

بہا جاتا نہین یہ لخت دل اشکون لے غافل
کسیکو لال تھیلی مین مرا نامہ رواں ناہے

عجائب اس پری کا پان کھاکر مسکرانا ہے
عبث آنسو بہاتا ہے نہین سینہ لگانا ہے
تماشا آہ آتش بار کا اپنی دکھاتا ہے
وصال یار سے نزدیک یان سے دور جاتا ہے
اٹھا دی ہم نے رنگین سے اگر برقعہ اٹھاتا ہے
مجھے صیاد شاید طائر تصویر سمجھا ہے
ادھر ابھی کہین اے برق آفت شوق مین تیرے
تماشا دیکھتے ہین روز ہم دولت گریہ کی

کہ جو موتی کا دانہ تھا سو اب تنگی کا دانہ ہے
کوئی یہ قصہ جانکاہ سنکر خواب آتا ہے
در محبوب پر اکدن ہمین دھونی رمانا ہے
مسافر ہون عدم کا کوس رحلت بجا دیا ناہے
گل خورشید سے اکدن ہمین تجکو ملانا ہے
کہ مین کیسے قفس مین بن پانی ہو نہ دانا ہے
بنا ہے دانہ باروت جو خرمن مین دانا ہے
کہ فوارہ مژہ ہے حوض آنکھین دل خزانا ہے

حدیقہ ہے اگر وہ روے خنداں
تو آنکھیں کم نہیں عین الیقین سے

رگ جاں سے بھی جو نزدیک تر ہو
اُسے کیونکر دیکھے کوئی دوربین سے

گریباں میں رکھا رضواں نے لیکن
گرا جو پھول اُسکی آستین سے

رکھیں اُسپر جو تیرا کوہ تمکین
نہ اُٹھے پھر زمین گاؤ زمین سے

ترے دل سوختہ میں دفن جس جا
نہیں اُگتا ہی سبزہ اُس زمین سے

فلک کیا پاس رکھتا ہے جو آگین
ملا بھی ہے خزانہ تو زمین سے

رخ روشن پہ یہ زلفیں نہیں ہیں
دھواں اُٹھتا ہے بحر آتشین سے

ستارے گم ہوے خورشید نکلا
عرق جب یار نے پوچھا زمین سے

چمن میں کسنے پردہ رخ سے اُلٹا
جو سارے گل ہیں غافل یاسمین سے

عرق ٹپکا جہاں اُسکی جبین سے
ہوا الماس پیدا اُس زمین سے

زمین و آسماں ہل ہل گئے ہیں
شب فرقت مری آہ حزین سے

خدا کے واسطے ای بت اُٹھا دے
حیا کا پردہ روے شرمگین سے

ساقی دوران ای کا جام تو دینا ہمین
رہگیا ہو گر کوئی جرعہ تو منظور ہے
ہے وہ بینائی کہان دیکھون مین تیرا جمال
پردہ کیا کرتا ہی میرے دیدۂ معذور سے
بادۂ عرفان سے ای ساقی ہمین بیہوش کر
وہ بھی ہے ہستی کوئی جو ہو تو انگور سے
کھینچ لایا ہی ہمین جنت مین تیرا شوق دید
کام ہی غلمان سے کچھ ہی نہ مطلب حور سے
مسند شاہی ہمارا بوریا ہے فقر سے

تب اتارا پیرہن اس قاتل بے پیر نے
جب کیا قصد گریبان خون دامنگیر نے

کیون ترا دیوانہ زندان سے قدم باہر رکھے
جا اسی انکھو نمین وہی ہی حلقۂ زنجیر نے

آہ سے میری حذر لازم ہی ای اہن دلو
بار ہا توڑی ہی فولادی سپر اس تیر نے

ہاتھ سو قاتل کے ہم بچتے نظر آتے نہین
بیطرح تاکا ہی چشم جوہر شمشیر نے

وای حسرت رہگیا اک تیر کھاکر دیدہ سے
صورت صیاد بھی دیکھی نہ اس نخچیر نے

آتش حسرت مین کیا کیا رات پروانے جلے
جب زبان شمع کو منھ مین لیا گلگیر نے

تیری آنے کی شب ہجران مین کچھ حاجت نہین
مار ڈالا اے اجل ہمکو تری تاخیر نے

ایک جا نقشہ جو کھینچا عاشق و معشوق کا
لے لیا آغوش مین تصویر کو تصویر نے

ہی دہان رفتہ ہی غفلت یہ تیری خندہ زن
بے بقا سمجھا ہوا ہے شمع تجھے تعمیر نے

بات کر سکتا ہی تجھسے کون اچھی فرد بیان
کردیا ہے بند عیسی کو تری تقریر نے

جب تلک کھینچی ہی کھینچی تیغ وہ زرین قبا
ذبح کر ڈالا سنجاب سرخ کی تحریر سے

گور مین بھی جا ہی آسایش نہ ای غافل ملی
اسقدر چکر مین رکھا گردش تقدیر نے

وہ تو کہتا تھا انا الحق اور انا معشوق ہم	عہد میں اپنے تو ہم بھی کم نہیں منصور سے
آفتاب حشر میں اُنسے نہ بیٹھا جائے گا	بادہ کش خوگر ہیں ایسے سایۂ انگور سے
مر گئے پر بھی ہے یہ شوق ہم آغوشی ہمیں	وصل کی لذت اُٹھاتے ہیں فشار گور سے
ناز معشوقی اُسے کہتے ہیں موسیٰ کے لیے	ابتک آتی ہے صدائے لن ترانی طور سے
آگ شاید خانۂ دل کو لگا دی آہ نے	جو نکلتا ہے دھوان ہے روزن ناسور سے
یاد میں چشم خمارین کی تری جو مست ہیں	خلد میں ساغر نہیں لیتے وہ دست حور سے
گول بازو میں اگر اُس کے سانچے میں ڈھلے	ساعد سیمین بھی بنیں شیشے ہوے بلور سے
کون مسکین دفن ہے زیر زمین جسکے لیے	مے چھلک جاتی ہے اکثر ساغر معمور سے
بعد مردن دفن کرنا نرگستان میں مجھے	عشق ہے مجھکو کسی کے نرگس مخمور سے
کھائے نیش ملامت ہم نے تیری عشق میں	کم نہیں سینہ ہمارا خانۂ زنبور سے

حامل ناز بتان غافل ہمیں سے لوگ ہیں
یہ نہیں وہ بار جو اُٹھے ہر اک مزدور سے

دے مجھے اک جام ساقی آتش پر زور سے | شعلہ مجمر سے جو گذرے سر مخمور سے

ہو گئیں قندیلیں روشن نالۂ منصور سے
[illegible]

پانی کی چادر اسپہ چڑھاتا ہی سیل دشت
حسن چاہی ہے قبر ترے تشنہ کام کی

دے کون داد آپکی بیدادگی ہمین
کسکو ہی بادشہ سے مجال انتقام کی

وہ آفتاب حسن جو اُلٹے نقاب کو
برج حمل بنے وہین مہتابی بام کی

وہ بت ہی تو کہ خاصۂ درگاہ کبریا
رکھتے ہین آرزو ترے دیوان عام کی

طفلی مین تو بے لیے زنخدان یار کے
در گذرے پچنگی سے ہم اس سیب خام کی

ہے جوہرونکو خوار ہی رکھتا ہی آسمان
تیغ گلی کو کب ہوئی حاجت نیام کی

آتے ہی اُسکے دست نگارین مین چھلا بنا
سادی انگوٹھی ہوگئی مینے کے کام کی

خون جگر فقیر نہ کھائے تو کیا کرے
لذت ہی کب طعام مین ترک طعام کی

اے ناقہ ران قیس کو زنجیر سے جکڑ
کافی ہے اسکے واسطے رسی زمام کی

اللہ رے عشق گل کی دبستان شوق مین
بلبل نے اک سبق مین گلستان تمام کی

کیا چپ پڑا ہے قصے مین ہر اے خانقہ نشین
آتی ہے بتکدے سے صدا رام رام کی

سودائی گر لقب ہی تو مجنون خطاب ہے
دیوانہ مشہرون کو نہین قید نام کی

پھندے وہین اسکے ہوتے ہین جو حرنے دل اسیر
کرتی تری نبی ہے مگر تار دام کی

ملی ہے مری خاک ریگ روان مین
ہم اپنی ہین نازک مزاجی سے شاکی
لگا یا تھا کیون ہاتھ دامن کو اُسکے
موے پر بھی منھ اُس گلی سے نہ موڑا

موے پر بھی مجکو تری جستجو ہے
گلہ کریے کیونکر کہ وہ تند خو ہے
اسی شرم سے عیب مین سرفرو ہے
تہِ خاک مردا مرا قبلہ رو ہے

تری یاد مین مست رہتا ہے غافل
نہ مطرب نہ ساقی نہ جام و سبو ہے

وہ ظالم جب کوئی تازہ ستم ایجاد کرتا ہی
تو اپنے عاشقون مین پہلے ہمکو یاد کرتا ہے

سزا ہے دل لگانے کی جو وہ بیداد کرتا ہی
گنہگارونکو اوپر رحم کب جلاد کرتا ہے

مین وہ واماندہ ہون ہر ایک جسکو یاد کرتا ہی
جرس کی طرح سارا قافلہ فریاد کرتا ہی

میان عاشق و معشوق یکرنگی ہی اے گلچین
نہین گل توڑتا بلبل پہ تو بیداد کرتا ہے

بنا کر نقش شیرین کو ہکن فخر یہ کہتا تھا
ہمارا تیشہ کارخانۂ بہزاد کرتا ہے

بہار تازہ یارب کن اسیرونکو دکھائیگا
ہماری خون سے جو رنگین قفس صیاد کرتا ہی

خفا ہوتا ہی بت کیون ہمارے شور و نالے سے
ہر اک وقت مصیبت مین خدا کو یاد کرتا ہی

اُسنے ہنس ہنس کے ہمین ٹال دیا اے غافل
ہمنے ہر چند کہا حال پریشان رو کے

تن پر جو گل اندام کی بدھی پڑی ہے — کس دست نگارین مین بھبوکے کی چھڑی ہے
صحرائے محبت کی وہ منزل یہ کڑی ہے — دہشت سے یہان خضر کو بھی جی کی پڑی ہے
ہر پردہ مشبک ہے جو بادام کے مانند — کسکی صف مژگان سے تری آنکھ لڑی ہے
کیا کیسے جدائی کا شب وصل مین قصہ — یہ رات تو چھوٹی ہے کہانی وہ بڑی ہے
تصویر خیالی کو مگر عشق ہے ہمسے — جب دیکھیے تب سامنے آنکھوں کے کھڑی ہے
کیا سنبل و ریحان کو خط زلف سے نسبت — وہ طرفہ ہے بوٹی تو عجائب یہ جڑی ہے
فریاد کی آتی ہے صدا سینہ سے ہر دم — میرا دل نالان ہے کہ انگریزی گھڑی ہے
تھا ذکر ابھی تیرا کہ اتنے مین تو آیا — اے قاصد معشوق تری عمر بڑی ہے
بو خون کی جو آتی ہے مجھے تیری گلی سے — کیا آج وہان تازہ کوئی لاش گڑی ہے
تنہا نہ ہمین بیٹھے ہین اے بت تیرے در پر — اک خلق خدا ہے کہ وہ مشتاق کھڑی ہے
مہمان دم چند ہون اب دیر نہ کر تو — آجلد کہ سینے مین مرے سانس اڑی ہے

ابتدا ہی مین دکھائی عشق نے کیا انتہا
جل نہ جائے سبزہ تربت ہمارا کسطرح

تیشہ مارا سر پہ جب فرہاد نے نکلی صدا
آپ تو جا کر ملی ہی عرش پر وارفتہ روح

کون دریائے محبت سے اتر سکتا ہے پار
کیونکہ دل اشد کی توقع ہو دل تیرہ دم کو

شمع سے دیتا ہی نسبت تو جو روے یار کو

دلکو لگتے ہی جو منھ پر مردنی سی چھا گئی
جو گھٹا آئی وہ ہنگار دنکا منھ برسا گئی

جان کا کچھ غم نہین محنت یہ سب بیجا گئی
اور مجھ رگھا ہی تن کے دام مین الجھا گئی

کشتی فرہاد آخر کوہ سے ٹکرا گئی
وہ کلی گل کی کہین کھلتی ہی جو کھلا گئی

کیا تری آنکھوں مین ای یر انہ چربی چھا گئی

عاشق کامل ہے غافل تجھسا ہرجائی نہین
پھر نہین پھرتی جدھر اسکی طبیعت آ گئی

گو لگی ہچکی ہے اور ہی آنکھ پتھرائی ہوئی
مر رہین گے زہر ہی کھا کر شب فرقت مین ہم

گرم ہوتا ہی جو مجھسے دمبدم وہ شعلہ رو
کوچہ قاتل مین مجھکو یار تو کریو دفن

تم جو یہان آؤ تو پھر جائی قضا آئی ہوئی
آج دلمین ہی یہی تجویز ٹھہرائی ہوئی

یہ رقیبونکی ہی شاید آگ بھڑکائی ہوئی
کھود کر پھینکو اندہی وہ لاش گڑوائی ہوئی

عالم [illegible] مین [illegible] دانائی ہوئی
[illegible] کی [illegible] رسوائی ہوئی
[illegible] مری [illegible] آئی ہوئی
[illegible] کھلا [illegible] پائی ہوئی
[illegible] اپنا [illegible] لائی ہوئی
کیوں نہیں کہتا ہی [illegible] آئی ہوئی
[illegible] جرات کی [illegible] آئی ہوئی
[illegible] طبیعت [illegible] آئی ہوئی
اب بھی [illegible] بیتابی ہوئی
[illegible] کیا پانی [illegible]

آنکھ نرگس کی چمن مین ہی جو شرمائی ہوئی
آب ہو جاتا ہی تیرے روبرو پتھر کا دل
آرسی کیونکر ترے رخ کی تماشائی ہوئی
تیرے مار زلف کا کاٹا ہوی جن جا بہ [illegible] فن
شامیانے کے عوض ویران ہی گھٹا چھائی ہوئی
دعوی باطل کیا تھا ساق سیمین سے گری
شمع ابتک ہی سر بازار لٹکائی ہوئی
باغ مین [illegible] سے [illegible] گلزار [illegible]
[illegible] طبیعت اپنی یہان [illegible] آتی ہوئی
وصل شیرین [illegible] موقوف روز حشر پر
گور مین [illegible] گھبرائی ہوئی
[illegible] حسن [illegible] غافل [illegible]
بیٹھا [illegible] مسلمان قوم عیسائی ہوئی
وہ کون ہی [illegible] آئی
پر [illegible] جانان [illegible]
کیون فتنہ [illegible] تصویر [illegible] دلمین جلوہ [illegible]
اس تجلی سے [illegible] روز تماشا [illegible]

تم

کیون داغ غم سے سینہ مرا ناسور نہو جائے

[illegible]

رہتا ہے مجھے یار کی زلفون کا تصور

ہمدوش قیامت شب دیجور نہو جائے

جب ذکر [illegible] اس رخ پر نور کا غافل

خاموش چراغ [illegible] طور نہو جائے

[illegible]

کم فرصتی عمر پہ روتی ہے جو شبنم
آتش کا جلا ہوتا ہے آتش ہی مین اچھا

دامن کا بھلا بوجھ کہان یار سے سنبھلا
مین ہون سیہ بخت کہ مرقد پہ بھی جسکے

باشندون سے کوچے کے ترے ہے یہی شکوہ
وہ گرم رو وادی الفت ہون کہ جسنے

گذرے ہے جو سرخی پہ تری لب کی تصور

دیکھی نہین کیا اسنے کہین بو و شرر کی
جز داغ دوا اور نہین داغ جگر کی

اٹھتی نہین اس سے تو نزاکت ہے کمر کی
بی عوض شمع جلاتے ہین اگر کی

ہم روتے رہے مجکو کسی نے نہ خبر کی
جھاڑی نہین چہرے سے کبھی گرد سفر کی

حنظل مین بھی لذت مجھے ملتی ہے شکر کی

تھے چاہ ہزار دن ہی مرے دلمین تو غافل
پردہ جو اٹھا پھر نہ رہی تاب نظر کی

غازے سی فروزان رخ پر نور نہو جائے
غلطانی گوہر سے کھلا بھید یہ ہمپر

اپنی تو مجھے قتل کا کچھ ڈر نہین لیکن
جائے شد و آمد نہ رہی سینے مین دم کی

ڈرتا ہون پری سے تو کہین حور نہو جائے
آغوش سے مادر کے کوئی دور نہو جائے

ظالم تو کہین خلق مین مشہور نہو جائے
دل بھی غم و اندوہ سے معمور نہو جائے

[illegible]

عبث تو ہمسے وحشت اسقدر کرتا ہی مجنون | کہ ہم بھی تو ہین دیوانے کسی لیلی شمائل کے

فنائے ہستی وہمی کا ناحق غم ہے اے غافل
خوشی ہو آدمی مٹنے سے ایسے نقش باطل کے

جسکے دلبر ہون لگے ناوک مژگان کتنے
قتل کرتے ہو اُسے تم بھی ہو نادان کتنے

یاد مین اُس گل عارض کے اگر روئین ہم
دانۂ اشک سے پیدا ہون گلستان کتنے

پشت پا توڑکے نکلا جو چھپا تلوون مین
تیز اس دشت کے ہین خار مغیلان کتنے

شور زندان مین ہے دیوانہ زنجیر مین غل
اک مرے مرتے ہی گھر ہوگئے ویران کتنے

چشم تر کا مری کیون ساتھ نہین دیتا ہے
ابر کے پاس تو ہین دیدۂ گریان کتنے

شوق ہے جامہ دری کا جنھین غنچے کی طرح
رکھتے ہین زیر گریبان وہ گریبان کتنے

ق

آہن تیغ کو گلوا کے مرے قاتل نے
آج حدادسے بنوائے ہین پیکان کتنے

آگے دو چار کو کرتا تھا وہ زخمی آپ اب
ہدف تیر بلا ہووینگے انسان کتنے

مین بھٹکتا ہوا اُس دشت مین پھرتا ہون جدھر
جسکے ہر جادہ مین نیہان بیابان کتنے

ایک بھی تجھسے نہ امید بر آئی میری
دل کے دل مین رہے حسرت و ارمان کتنے

پاس غافل کی نہ اب تیغ تغافل سے بچی
دل کو بوسے کی طلب گیسو سے دل آزاری ہے
آرزو سے دل کا شعلہ دہکتا ہی رہا
شمع تربت جو بنی یاد جوم [illegible]
بعد مردن یہ اثر تھا طالع بیدار کا
آتش یاقوت کسی دن اب گوہر سے بجھی
کیونکر دامن تنگی چمک [illegible]
نرگس سے کم بھی نہ ہوا [illegible] فروغ عیش یار
بادہ گلرنگ سے وہ آگ نہ [illegible] بجھی
آگ تو دوں لگی بھی ہے اگر [illegible]
آتش دل کب ہماری دیدہ تر سے بجھی

ہے یہ وہ دور کہ مجرم شب تار میں ہے
ابتر اسکا یہ سبب انجمن یار میں ہے
جوش پروانہ کہاں شمع پہ بازار میں ہے
کیا زباں ہم تر سے گلشن کا تماشا گلچین
آشیاں اپنا تو اک رخنہ دیوار میں ہے
دشت کہسار میں ہر دھوم مری نالوں کی

کوئی دم کی جو ہمیں اور بھی مہلت ملتی		اے اجل دید رخ یار تو کر لیتے ہم

رہبری جذبہ دل نے کی اے غافل
ورنہ مجکو کمر یار بدقت ملتی

جھمک اسکے رخ پرنور کی دیکھیں اگر تارے	نظارے کے لیے دنکو بھی نکلیں چرخ پر تارے
زمیں کو بھی فلک سے ہمسری کا آج دعویٰ ہے	گرے ہیں اسکے کفش دلستاں سے اسقدر تارے
نقاب اس شعلہ رو نے گر نہیں بالائے بام الٹا	فلک پر آج کیوں بیتاب ہیں مثل شرر تارے
ہماری طرح یہ بھی کیا تری صورت پہ عاشق ہیں	جدھر تو گردشیں لیتا ہے پھرتے ہیں ادھر تارے
چمک افشاں کی اس نو جبیں کے آگے کیا ہو وے	شب مہتاب میں نور آتے ہیں نظر تارے
شب فرقت میں اے مہ کسکو تجھ بن نیند آتی ہے	گنا کرتے ہیں بستر پر پڑے ہم رات بھر تارے
مسی آلودہ لب میں چھپ سکیں کیونکر تری دنداں	چمکتے ہیں شب تاریک ہی میں بیشتر تارے
ترے آگے فروغ حسن کیا ہو در خوباں کو	کہ بے رونق دکھائی دیتے ہیں پیش قمر تارے

مرے داغ بدن چمکیں نہ کیوں پیری میں اے غافل
کہ اکثر جھلملانے لگتے ہیں وقت سحر تارے

شور بلبل کا نقطۂ وصف گل رعنا میں ہے
پوچھتا ہے صبا سے کوئی گل عارض ہے
پھول پھینکا بھی کوئی اپنے گلشن غافل میں ہے
اس کعبہ جو دل کھینچتا ہے [illegible]
زنار تسبیح کا اے [illegible]
کوئی بت کافر بنا لائی بھی [illegible]

[illegible]

وعدہ وصل مرے ساتھ نہین ہے تو نہو	لطف سو طرحکے پیار ہی تیرے انکار مین ہے

دل شکستہ سے بھی غافل نہ گئی شورش عشق
وہی آواز مری چینی ہو دار مین ہے

جسکے نگاہ کی مرے دلپر سنان لگی — پوچھا نہ یہ پھر اُسنے کہ تیرے کمان لگی

آواز تیری دل پہ جو بشل سنان لگی — اک پل بھی آنکھ شب کو نہ ای پاسبان لگی

داغ فراق گل مین جلے ہم قفس کے بیچ — تمکو نہ آگ خار و خس آشیان لگی

مانند خار ہے جو کرتا ہی کاوشین — تجکو بھی کیا چمن کی ہوا باغبان لگی

پہونچی فغان قیس جو لیلی کے کان مین — پھر پھر کے دیکھنے وہ پس کاروان لگی

اتنا بہار حسن پہ مغرور تو نہو — ہر گل کے پیچھے رہتی ہی ظالم خزان لگی

مارا کسی نے گر گل بازی ہان تجھے — باللہ چوٹ اُسکی مرے دلپہ یان لگی

حال تباہ دیکھ ہمارا پوچھتے ہین لوگ — سچ کہہ کہ تجکو کسکی نظر اے جوان لگی

کرتا رہا زبسکہ مین نالہ شب فراق — تالو سے ایکدم بھی نہ میری زبان لگی

زخمی ہے ہو تری صف مژگان سے سیکڑون — خنجر لگا کسی کے کسی کے سنان لگی

ضعیفی مین ہر اک واہی تواہی بکنے لگتا ہی	عجب کیا ہو اگر ہوسے کلام پر بے معنی

الف کی شکل ہے غافل نگاہ رستہ بنان مین
کمان کش کا مرے ہرگز نہ سمجھو تیر بے معنی

اب پس قافلہ جز شور وفغان کیا کیجے
پانؤن اٹھتی نہین ای ہمسفران کیا کیجے

قصہ گیسو پر پیچ بیان کیا کیجے
ہر سر حرف الجھتی ہی زبان کیا کیجے

کوہ پر تیشہ فرہاد سے آتی ہی صدا
دب گئے ہاتھ تہ سنگ گران کیا کیجے

یاد ان سے نہ جب آپکے پوچھے آنسو
شمع کی طرح سے پھر اشک روان کیا کیجے

آخر کار تو ٹوٹ جائینگے مانند حباب
ایکدم کے لیے تعمیر مکان کیا کیجے

ایک چادر کے سوا کام نہ کچھ آئیگا
خلق مین جمع یہ اسباب جہان کیا کیجے

ہمنے چاہا تھا کہ کچھ حال دل اس سے کہیے
نہ کھلا وصل کی سب قفل دہان کیا کیجے

کو بکو اسنے جوانی مین کیا ہے رسوا
عشق کو عالم پیری مین نہان کیا کیجے

جسکی صورت سے ہو حور وپری کو نسبت
عقل حیران ہی کہ پھر اسپہ گمان کیا کیجے

دم گفتار چلا آتا ہے رونا غافل
ماجرا عمر گذشتہ کا بیان کیا کیجے

نہین ہین قابل صحبت ہم ان امیرون کے

ناسا کے سوا بات نکلتی نہین لب سے

مے خوردہ جو وہ نرگس شہلا نظر آئے
تو صبح گلستان کا تماشا نظر آئے

ہین اُس سے مزا ابرش شمشیر کا پوچھوں
بسمل جو ترا کوئی سسکتا نظر آئے

پیراہن آبی مین چمکتا ہے وہ تن یون
جس طرح سے گوہر تہ دریا نظر آئے

دیکھا ہے تجھے اک بار بھی جسنے وہ کہے ہے
یارب مجھے اب مُنھ نہ کسیکا نظر آئے

موقوف نہین طور ہی پر جلوۂ معشوق
ہم دیکھنے والے ہین وہ جس جا نظر آئے

اُٹھ جاے جو غفلت کا در چشم سے پردا
اس آئینۂ دل ہی مین کیا کیا نظر آئے

طالب ہو نہین اس جنس کا بازار جہان مین
کوئی بھی خریدار نہ جسکا نظر آئے

ہم بے طلب یار نجائین کبھی غافل
ہمکو در فردوس بھی گر وا نظر آئے

کیا ہی ہینے یہ داغ دل مضطر کو نیند سے
ندیکھا ہوگا تجھے آج تک اخگر کو نیند سے

نہین لکھتی ہین خط مین شور شان ای کبوتر ہم
کہ ہے کچھ کچھ شباہت تیرے بال و پر کو نیند سے

وہ خون بیگناہان ہے یقین ہے سنخ ہو جاے
جو چھین بعد صیقل بھی ترے خنجر کو نیند سے

تن پرسوز کی گرمی سے آخر آگ لگ اُٹھی
نہ بھرنا تھا ہماری بالش و بستر کو نیند سے

دور اپھندے کا نقاب رخ جانان نجاے
کیا عجب ہے جو گناہون سے یہ بوجھ بڑھکر
ابر باران جو مرا نامۂ عصیان نجاے
گیسوے یار کا گر آئے اسیری مین خیال
طوق گردن کا مری اے فنی پیچان نجاے
دھوپ دیکھے گل خورشید اگر رخ پہ ترے
آفتابی تری اے سرو خرامان نجاے

ٹوٹتا جاے اگر دامن جاناں آسیر
سبزۂ تربت کا مرے خار مغیلاں ہوجاے

یار بن جام اگر ہاتھ میں لوں اے غافل
موج مے میرے لیے خنجر براں ہوجاے

مرجاں ہے لب یار ذرا کم نہیں اُس سے
گلبرگ بھی کیسے تو صفا کم نہیں اُس سے

کیوں دام بناتا تو مرے لیے صیاد
مجھکو سکن موج ہوا کم نہیں اُس سے

بلبل ہی کے نالے سے مجھے رنج نہیں ہے
غنچے کے بھی کھلنے کی صدا کم نہیں اُس سے

کمخواب کی چین کی نہ ترغیب دے اے حرص
تن پر مرے داغوں کی قبا کم نہیں اُس سے

یاقوتی لب وصل میں کیا چاہیے مجھکو
بوسے میں ترے لب کے مزا کم نہیں اُس سے

فرہاد کا خوں پنجۂ شیریں نے کیا تھا
تیرے بھی تو ہاتھوں کی حنا کم نہیں اُس سے

بستر گل ہے جو واں پہلوی جاناں کے تلے
جاے آرام نہیں گنبد گرداں کے تلے

باغباں نے جو نہ دی رخصت پرواز چمن
فرش کانٹوں کا ہے یاں بھی تن عریاں کے تلے

دم لیا ہے تو دم خنجر براں کے تلے
رو کے ہم رہ گئے دیوار گلستاں کے تلے

قافلہ والو ہے کیونکر جاؤن مین ناتوان
گرد باے رہروان ہے سد اسکندر مجھے

اے فرشتو دفتر عصیان ابھی رکھو پرے
کھولنے دو پہلے اپنی خون کا دفتر مجھے

ہر در و دیوار سے شکل اسکی آتی ہے نظر
کم نہین ہے آئینہ خانے سے اپنا گھر مجھے

دل کے ٹکڑونکی پریشانی کا مجکو غم نہین
جمع اب کرتا ہے یہ گنجینۂ ابتر مجھے

میرے تن پر اور ہین دو چار داغون کی جگہ
اپنے بھی تو داغ دے اے لالۂ احمر مجھے

چاہیے اب ہجر کے صدمونکا مین خوگر ہون
دیکھنا ہوا ایک دن ہنگامۂ محشر مجھے

نخل آ جائے نہ قاتل کے مزاج ناز مین
جانتا ہے تشنۂ آب دم خنجر مجھے

چشم سے غافل زمانے کی گرا جاتا ہون مین
عشق نے دی ہے زبس غلطانی گوہر مجھے

نشان رہا نہ مٹے ہم حباب وار ایسے
جہان سے اٹھ گئے صد حیف یکبار ایسے

ہمارا حال نہ کچھ پوچھو گرفتارو
کٹے قفس مین کئی موسم بہار ایسے

نہ آنکھو دل کبھی دیتے اگر سمجھتے ہم
کہ بیوفا ہین یہ خوبان روزگار ایسے

کہین سے بھی نہ رہا قابل رفو افسوس
اڑے ہین میرے گریبان کے تار تار ایسے

قالین مین جو ہو لالۂ سیراب کی بو ہی
اشکون سے نہ شاداب ہے سبزۂ مژگان
پانی ہی مین تر ہے ... تالاب کی بو ہی
... دم فصد اڑا ہاتھ سے اسکے
وہ خون کی چھینٹین ہین حباب کی بو ہی
کیا کام اسے آئینہ حیران سے ...
عاشق کے کفن پر گل شاداب کی بو ہی
کھانے کا ... ابھی اٹھانے مین ...

[illegible]

بدلی یہ چھا گئی کہ نہ پھر تا سحر کھلی

گردوں پہ بھی ہے ... قمر کھلی

کس کا ہوا یہ سایہ نظارہ میں محو ہے

آغوش موج ... آئے نظر کھلی

ناسخ کچھ یہ ... دم رخصت بہار

آواز عندلیب نہ پھر عمر بھر کھلی

دیوانگان حسن کی شورش سے شہر میں

دوکان گلفروش نہ دو دو پہر کھلی

دیکھا تھا ایک دن کہیں تجکو سو آج تک

مانند آئینہ کے مری چشم تر کھلی

ڈھونڈھا کئے عدم میں تری کمر کو ہم

منزل پہ بھی پہونچکے نہ اپنی کمر کھلی

سوتا ہی چھوڑ جائے مجھے اہل کارواں

وہ دور سے جھلکی سی مثل ماہ نو دکھلا گئے

بسمل دیدار کو تم اور بھی تڑپا گئے

دل سے دلکو راہ ہوتی ہے یہ سچ کہتے ہیں لوگ

جیسی جی بات اٹھی تھی یاں سے دم پا گئے

سرخی عارض کو تیری گلستاں میں دیکھکر

رنگ گل ایسا اڑا جو سرخ بادل چھا گئے

زیر خنجر جب ترے مذبوح نے نالہ کیا

کانپ کانپ اٹھیں زمینیں آسماں تھرا گئے

گلشن ہستی تماشاگاہ سے کچھ کم نہ تھا

ہم بھی یاں ملک عدم سے آ کے جی بہلا گئے

ناقۂ لیلی کی جب صدا نجد میں آئی سنی

بہر استقبال پیلے آہوئے صحرا گئے

قصۂ گیسو کو اتنا طول اے غافل نہ دے

مختصر کر تو کہ سننے والے بھی اکتا گئے

وہ رمز کون سی تھی نہ جو سربسر کھلی

پر اس دہن کی بات نہ ہر ایک پر کھلی

کانوں میں ڈالی تو نے جو زینت کے واسطے

عارض پہ تیری خوب وہ سلک گہر کھلی

کہتا ہے کوئی جھاڑے کوئی شمع طور

ہم پر نہ کچھ حقیقت داغ جگر کھلی

دیکھا نہ دل جلوں کا کوئی ہم نے سدہ

چاروں طرف ہے دیر رہ شرر کھلی

غنچہ تمام عمر چھپائے رہا اسے

اے گل نہ رکھ چمن میں یوں مشت زر کھلی

اچھا ہوا جو آنکھ مری بند رہ گئی

غافل ... ترا ...

ب جب

خجل ہو کر ہماری آہ یون نالے سے کہتی ہے
نہ کچھ تاثیر تو نے کی نہ کچھ تاثیر میں نے کی

کئی اوقات عشرت ہی میں اے غافل مری تا کے
جہان میں شاد کس دن خاطر دلگیر میں نے کی

شہید ناز کسی کو جو لالہ رو کرتے
ملک بھی سر کے کٹانے کی آرزو کرتے

جدا نہ دامن قاتل سے اپنا ہاتھ ہوا
یہ داغ خون تو نہ تھا جسکی شست و شو کرتے

ہمین تو کعبے سے کچھ کم نہ تھا ترا کوچہ
بجا تھا ہمین اگر سجدہ چار سو کرتے

مزا تو زخم سلانے کا ہمکو تب ملتا
جب اپنے ہاتھ سے وہ چاک کو رفو کرتے

زبان اگرچہ دم نزع بند تھی اپنی
جو آتے وہ تو اشارون مین گفتگو کرتے

پس فنا بھی نہ یکجا ہمین تو چین آیا
فرشتے خاک مین پھرتے ہین جستجو کرتے

چمن مین وہ ہجوم بجا نہ اسقدر مین تو
بہار آتے ہی گر کم ہر اک لہو کرتے

خموشی رخصت فغان اگر ہمین دیتی
کسی کے ہاتھ سے فریاد کو بکو کرتے

درست جب تری تصویر ہوتی تب نقاش
دہن کو نقطہ بناتے مگر کو مو کرتے

مثال شانہ اگر اپنی سو زبان ہوتین
بیان فسانہ گیسو ہی مو بمو کرتے

نقد عمل کا سد کیا حشر مین کام آئے
بازار مین ڈھونڈی دینار زمین چلتی
کس دن لب جانان کا بوسہ نہ لیا دل نے
کب قہوہ پیا ان طبع ہمارا زمین چلتی
دریائے سرشک اپنا بس شور سے جاتا ہے
اس زور سے تو فصل کسی اور زمین چلتی

چھپکے جاتی ہے آنکھین دیکھ نظارہ بازہ نکلی
اگر پردے سے باہر اُس پریرو کی جبین نکلی

ٹڑی غنچے کے دلمین گرہ بلبل کی جاب سے
ہنسا یا بھی صبا فی پر پیشانی سے چین نکلی

ہمیشہ نالہ وزاری کی جو آواز آتی ہے
تڑپ کر کشتہ کی تن سے روح کیا ایک نہین نکلی

کیا تھا ذکر کسنے باغ مین اس قد نازک کا
زمین سے سرنگون جو شاخ نخل یاسمین نکلی

فلک دیتا تو ہے تکلیف نالی کی ہمین لیکن
جلا دیگی اُسے جب لب سے آہ آتشین نکلی

مقر کیونکر نہو ہر ایک تیری فکر عالی کا
بنایا آسمان تونے ہر غافل جو زمین نکلی

غم نہیں اسکا کوئی شیشہ گرنہ اور ٹوٹ جاے
پر غضب ہی اشک یون گوہر بنے اور ٹوٹ جاے

ضد پر آئے صانع عالم سے گر نالہ مرا
لاکھ بازی گنبد خضرا بنے اور ٹوٹ جاے

ظالمون کا خلق مین ناقص ہی رہنا خوب ہے
یا الٰہی دستہ خنجر بنے اور ٹوٹ جاے

حیرت ہی کہ دل کا آئینہ تیرے حضور
سختی ایام سے پتھر بنے اور ٹوٹ جاے

تا لب محرم نہ شہی تیرے نہو وہ لب بلب
خاک سے اغیار کی ساغر بنے اور ٹوٹ جاے

حیف یون قطرہ عرق کا گیسو شبرنگ سے
گرتے گرتے رو کش اختر بنے اور ٹوٹ جاے

خاک پوچھیں وہ دل کی جو آتا نہیں کچھ
مذہب اہل تصوف بھی عجب ہے جسمیں

چشم بیمار کا اپنی ہی وہ چارا کرتے
دشمن و دوست کی یکساں ہیں مدارا کرتے

تیغ اوروں ہی پہ کھینچا کیے وہ اے غافل
امتحاں آکے کسی دن تو ہمارا کرتے

ذی کام قبا سے ہے نہ مطلب کفنی سے
مجنوں ہوں مجھے شوق ہے عریاں بدنی کی

مارا کوئی باتوں سے کوئی کم سخنی سے
قاتل کو مرے کام نہیں تیغ زنی سے

ناچار ہو پھر تیشہ کیا میرے حوالے
فرہاد کا جب ہاتھ تھکا کوہ کنی سے

حیرت نے مجھے ثانی معشوق بنایا
خاموشی مری کم نہیں کچھ بے دہنی سے

کس قامت موزوں کا ہو کشتہ جو مری خاک
اڑ اڑ کے لپٹ جاتی ہے سرو چمنی سے

نیلم ہے اگر تل تو حد یاد انکی مسی ہے
یاقوت سے لب دانت ہیں ہیرے کی کنی سے

بلبل کی نہ لگ جائے نظر تجکو چمن میں
اندیشہ یہی ہے تری گل پیرہنی سے

اچھا نہیں احسان کسی کا اٹھانا
دولت بھی نہیں لیتے تو نہ لیں چرخ دنی سے

قمری کی طاقت ہے کہ ہو ہمسے مقابل
دم بند ہے بلبل کا مری نعرہ زنی سے

[illegible]

دلکے داغوں کی طرح زخم بھی پنہاں کرتے
وہ نہ تھے ہم کہ جو قاتل کو پشیمان کرتے

ہمنے یہ درد محبت میں مزا پایا تھا
مرتے مرجاتے وے اسکا نہ درماں کرتے

توڑتا دست جنوں بیچ جو خبر ہوتی ہمیں
تار آہن سے رفو چاک گریباں کرتے

دفن ہوتا نیستاں میں جو میں زمزمہ سنج
طوف مرقد کا مرے مرغ خوش الحاں کرتے

فعل بد ایسے نکر تو کہ خدا کو ناداں
دیر لگتی نہیں انساں سے حیواں کرتے

اپنے ہم عضو کی تیغوں سے اڑے تھے پرزے
جمع کس طرح یہ اوراق پریشاں کرتے

مانع سیر عدم تار نفس ہیں اپنے
کٹتی زنجیر تو ہم قصد بیاباں کرتے

اپنی وحشت میں کبھی پاؤں میں پڑ لگتے
کسطرح ہمسے خلش خار مغیلاں کرتے

لوٹتے خاک شہیداں پہ زغان چمن
پر جہاں جھاڑتے واں سیر گلستاں کرتے

نفس چند ہی باقی تھے مری لیکے کشش
اب بھی آجاتے وہ الکدم کو تو احساں کرتے

قافلہ والے ٹھہرتے جو ذرا اے غافل
بیٹھکر گریہ سر گور غریباں کرتے

رات کو وا جو نقاب رخ دلبر ہو جاے
کثرت نور سے خورشید ہر اختر ہو جاے

[illegible]

مو سے تیرا ہوں چال سے بھی جھکی دیکھکر جسکی
کہاں تھیں تابی ہو دل صد چاک کی اپنے
بڑھا یا ربط آنا کسلیے تو نے رزالون سے

قیامت ہو جو عرش سے نکالو وہ جبین پیاری
کہ ہے شادی کے قبضے میں وہ زلف عنبرین پیاری
اٹھاتی پھر کیان او رگالیان تیری ہمیں پیاری

صفا ہے حسن پر اُسکے اگر عاشق نہ تھا غافل
چمن سے لیگیا چن چن کے پھر کیوں یاسمین پیاری

محفل عشرت بھی خوش آتی نہیں اصلا مجھے
یاد دلواتے ہیں تیری ساغر و مینا مجھے

آگئی پہلے ہی دلبر نا امیدی کی شکست
مانگتا عقبی بھی میں ملتی اگر دنیا مجھے

ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں بھر کر رہ گیا ہوں میں
یاد آتا ہے جو وصل موسم سرما مجھے

قبر کیا دیوانہ و لاغر بدن کو چاہیے
گاڑ دو کوئی میان جادۂ صحرا مجھے

یار بن آب رواں کی سیر کو جب میں گیا
تیر و خنجر سے لگے خار و خس دریا مجھے

پھر نہ آئے جب سے قبر تیرہ میں لیکر گئے
چھوٹتے تھے ایک ساعت بھی جو تنہا مجھے

زندگی سے رنج میں تھا یہ بڑا احسان ہوا
گر نہ روز حشر کو خالق کرے پیدا مجھے

آہ جب ضعف بدن سے لب تک آ سکتی نہ تھی
دلدہی کرتا تھا یہ زنجیر کا نالا مجھے

دشمنی کرتے ہیں اسسے جو کہ اپنا دوست ہو | ہمنے دیکھی یہ عجب رسم دیار دوستی
ہاں کہنا داغ سینے کا نہ ہووے اشک گرم | رہگیا ہے اک یہی تو یادگار دوستی

کوہکن ہی تھا جو غافل جلکے لایا جوے شیر
ہر کوئی کا ہیکو ہے شایان کار دوستی

سوز فراق بسکہ ہمارے بدن میں ہے | ہے تار شمع تار جو یان انجمن میں ہے
لب پر مسی نہ پان کی سرخی دہن میں ہے | عالم ہزار رنگ کا اک سادہ پن میں ہے
طاقت نہیں کہ بات کرین آگے یار کے | کہنے ہی کو زبان ہماری دہن میں ہے
بلبل ذرا تو رکھ تو سہی سر کو زیر بال | ہے وہ قفس میں بھی جو تماشا چمن میں ہے
جس پر نظر پڑی وہ ہیں دیوانہ ہوگیا | کیا سحر تیرے نرگس جادو فگن میں ہے
اپنا لہو بہایئے اب جوے شیر میں | اے تیشہ آرزو یہ دل کوہکن میں ہے
آرایش اسکی زلف کی جب سے ہوئی ایاں | ہر پیچ پیچ میں تو شکن بھی شکن میں ہے
کس شمع رو کے چہرے سے پردا اٹھا ہے آج | پروانہ بیقرار بہت انجمن میں ہے
موے کمر سے تیرے اسے کیا مناسبت | ایسی لچک کہاں رگ برگ سمن میں ہے

کسی کی کیونکر نہ [illegible] فرقت کسی کی
بیٹھے [illegible] عزت کسی کی
پلٹ جاوے یہ دن قسمت کسی کی
فلک نالے کا تو کیوں سد رہ ہے
بہت ہی ہیں لاکھوں حسرت کسی کی
نکالی تو نے کب حسرت کسی کی
ہمارے اسکے وعدہ ہوئی ہے

[illegible] کسی کی
بلا کر [illegible] ہے اب بنت کسی کی
صدا آتی ہے [illegible] محنت کسی کی
نہ ہو برباد یوں [illegible] غافل

نسا کر آنکھ سے [illegible] قسمت کسی کی
جلی تھی نہیں عداوت کسی کی
[illegible] محبت کسی کی
غافل [illegible] انجمن میں ہے
[illegible] انجمن میں ہے

[illegible]

بن چکی زلف نہیں ہاتھ سے رکھو بھی شانہ
دست پاتیغ قناعت جو کاڑو تو ہو خوب
سرگذشت شب ہجران ہی کہانی یہ نہیں

جی الجھتا ہی مرا اب تو گئی سلجھانے سے
دربدر پھرنے سے اور ہاتھ کے پھیلانے سے
نیند آویگی نہ تمکو مرے افسانے سے

لطافت شمع رخسار ہون کہ ہون اہی غافل
میں ہون پروانہ مجھے کام ہی جل جانے سے

بیابان محبت سے گذرنا سخت مشکل ہے
اسے کہتی ہیں جذب عشق مجنونکی طرف لیلی
بجائے بادہ اس سے تو لہو آتا ہی ساغر میں
گلا کاٹے جو تیغ جبر کوئی کس سے خونبہا مانگے
سمندر دستمائے موج پھیلائے جو رہتا ہی
جلائے ایک چنگاری نے جسکے طور کے تیغ
وہ رشک حور سب میں جلوہ گر ہی گو نہ دیکھیں ہم
کوئی اُف بھی نہیں کرتا ہی پروانے کے جلنے پر

وہ مہا کہہ ہی یہ رستہ گورجسکی پہلی منزل ہی
چلی آتی ہی پاؤن پاؤن ناقہ ہی نہ محمل ہی
ہمارا شیشۂ دل ہی کہ حلق مرغ بسمل ہے
نہ وہ مقتول تیرا ہی نہ کچھ تو اسکا قاتل ہے
یہ کس چشم گہر افشانکی دروازے کا سائل ہی
ہمارا آب خاک و بادہ میں وہ آگ شامل ہی
تصور اسکا نہیں اپنا حجاب چشم حائل ہے
سبھی بیدرد ہیں لوگ ہیں کیسی محفل ہی

زور قفس کا چل نہیں سکتا ہے کچھ صیاد سے
پاؤن پھیلاتے پری ہیں کنج زیر فرش خاک کی
حال دل لکھنے کی جا بھی نہ کچھ باقی رہی

اب نکلی ہی بھی تیغ تری میان سے باہر
اب ہمکو تمنائے شہادت نہوئی تھی

پیغام زبانی تو ہمیں بھیجے گا ہے
گو آپکو خط لکھنے کی فرصت نہوئی تھی

خندان ہو ان زخم جو مذبوح کا تیرے
کیا اسکو نہ تیغ ادب نہوئی تھی

جبتک کہ رہی طبع کسی شوخ پہ مائل
اک دم بھی میسر مجھے راحت نہوئی تھی

تھا دشمن جان کوئی کوئی درپئے دولت
کس کس کو مری ساتھ عداوت نہوئی تھی

وحشت کو مری دیکھ کے کہتے ہیں یہ آہو
مجنون کو بھی اسطرح کی وحشت نہوئی تھی

اب کیا ہی جو غافل ہی کا ہر ذکر ہر اک جا
آگے تو کبھی اسکی یہ شہرت نہ ہوئی تھی

باز آؤ کہیں اب بھی ستانے سے کسی کے
حاصل تمھیں کیا ہوگا کڑھانے سے کسی کے

انبوہ خلائق مری لاشے پہ نہووے
ایسا نہو جی اٹھوں میں آنے سے کسی کے

ہے پاک محبت جنھیں معشوق سے اپنے
ڈرتے نہیں وہ عیب لگانے سے کسی کے

ٹھکرا کے نہ چل خاک کو مو تو نکو تو اے شوخ
ہرگز یہ نہ جاگینگے جگانے سے کسی کے

مٹ جائینگے جیوں نقش قدم ہم ترے در پر
پر یاں سے نہ اٹھینگے اٹھانے سے کسی کے

کیا بعد مرگ بھی تمھیں بنا تھا جی داغ
اسکے پھول جو مری تربت پہ دھر گئے
ہمجنس کی وہ نشر آتی ہی محبت ہر ایک کو
بکھرے جو اُسکے بال تو سوئے کمر گئے
کب ان بسک رودون کا نشان قدم ملے
جو اس چمن سے مثل نسیم سحر گئے
[illegible] اسیر ہوکے رہائی کی کر سکا اب
پرواز ہی سے کام سے جب بال و پر گئے
یاران رفتگان کو خدا جانے کیا ہوا

نام فراق سنکے ہی جی سے گذر گئے
[illegible]

[illegible]

مقطع

مقابل جو ہو عاشق کا وہ محروم رہتا ہی	نہین بجھتی ہی دریا سی کبھی آغوش ساحل کی

یہ قربت مصحفی کی تو غنیمت جان اے غافل
کہ قسمت ہی سے ہاتھ آتی ہی صحبت ایسے کامل کی

شہادت کی بھی من حسرت نہ نکلی کچھ مرے دلکی	کہ بستر تک آتی آتے مرگئی شمشیر قاتل کی
اتھی خون ہمارا دیکھکر اُسکو بھی غش آئے	تماشا ہی جو حالت ایک ہو مقتول و قاتل کی
لگایا سر پہ تیشہ کوہکن نے ہوکی دق آخر	نکالی خوب ہی اُسنے دوا بیماری سل کی
اُٹھایا اُسنے دشت نجد سے بھی بستر اپنا	گئی جب گوش مجنون مین صدا میری سلاسل کی
کسی صورت تو وہ نظارہ کرے روے قاتل کا	تڑپنے مین سرک جائے جو پٹی چشم بسمل کی
کیا تھا ذبح کیا تیغ ادا و ناز سے اُسکو	تڑپ جاتا ہی جوہر اک تڑپ پر تیر بسمل کی

دل آگاہ سا قاصد نہین کوئی بھی اے غافل
کہ لا دیتا ہی اک دم مین خبر یہ لاکھ منزل کی

کام یان جسکو پڑا ہی چشم زلف یار سے	کم نہین ہی زور اُسکا کچھ شب بیمار سے
کیون نہ مژگان تیز تر ہو ابروے خمدار سے	تیچے مین کاٹ ہوتا ہی فزون تلوار سے

کیونکر نہ ہر شرارہ آتش فشان کرے
دوزخ عذاب مین ہے ہمارے عذاب سے

چہرے پہ لگ گئے بسکہ ہجوم نگہ ہوا
جالے کے خانے بن گئے آخر نقاب سے

ہمسے چھپے تو غیر کے ہوتے ہو روبرو
بے پردگی ہی خوب ہے ایسے حجاب سے

مجکو شب وصال یہ ڈر ہے کہ آسمان
پیدا کرے کہین نہ سحر ماہتاب سے

دریا خون ہے کوچہ قاتل مین موجزن
سر اور لاشے بہتے ہین موج و حباب سے

دکھائی ہے جب سے کوہ کی ٹکر نہ بحر عشق
کشتی ہماری چلتی ہے بچکر حباب سے

میت کا میری منہ نہ لحد مین بھی کھل سکا
مارا ہے مجکو یار نے تیغ حجاب سے

کس سادگی سے عشق مین دکھلائے ہین جو نگل
ہین دونون ہاتھ ہوگئے سیخ کباب سے

آنکھ سے دو ہی دیکھتے ہی دم نکل گیا
کیسی تھی کیا قضا مری موج شراب سے

ہم رہ درخت عشق مین مرے ہتھی مین
جل جائین لیکن پانی نہ مانگین سحاب سے

تا رہ بھی جانی بحالت دل خستگان عشق
نامہ لکھین گے یار کو خون کباب سے

تو کس طرح حساب کریگا بروز حشر
باہر گناہ مین مرے حد حساب سے

ابر کرم تب آکے خبر تو نے لی تو کیا
جب جل کے خاک ہوگئے برق عتاب سے

غفلت تو باز رکھتی ہے کار ثواب سے
لذت ہمین ہی ہے یہ ثواب وصال مین
گر یار بھی جگائے تو اٹھین نہ خواب سے
غالب ہے اسکا غمزہ عشاق کی چھین سے
تلوار کہکشان سے سپر آفتاب سے
اچھا کیا جو لاش کو میری جلا دیا
پیچھا چھڑا سکے نہ سوال و جواب سے

نالۂ آغاز محبت میں نہ پہونچا لب تک | تو مسافر کو بہت رنج سفر ہوتا ہے
یاد آتی ہے مجھے آبلۂ دل کی شکست | ٹوٹے شیشہ تو مرا ٹکڑے جگر ہوتا ہے

کون سی شب ہی وہ غدار شب وصل ای غافل
شام سے جسکا کہ آغاز سحر ہوتا ہے

خط کا مضمون مرے طفل سمجھتا کب ہے | معنی لفظ میں پوشیدہ مرا مطلب ہے
بیم و امید سے یہ حال ہمارا اب ہے | اشک آنکھوں میں بھری خندہ بزیر لب ہے
ماہ ہی آج فلک پر نہ کوئی کوکب ہی | ظلمت گور ہی یہ یا کہ سواد شب ہے
کاٹے کھاتی ہی نہالی بھی ہمیں یار بغیر | دھاریاں مار ہیں جو بوٹہ ہی وہ عقرب ہے
گبر ہیں گبر مسلمان میں مسلمان ہوں میں | سر دو وابستہ ہوں زنار مرا مشرب ہے
وہ بھی اک شعبدہ بازی فلک بھی نہ تھی | اب کہاں قیس کہاں لیلی کہاں نکہت ہے
منفعت روح ہو جسکے تن خاکی میں | قالب خاک نہیں نعش کا اک قالب ہے
ہم کریں ایکسا ہی سر بسر تیغ صحرا جو | وحشت آہو ہی رم غور وہ مرا مرکب ہے
باب جنت ہی دہن اور گل فردوس ہی رخ | سبزۂ باغ جنان خط پشت لب ہے

کچھ اسکا غم نہین ہے جو نادار ہم ہوے
رکھتے ہین کیون عداوت بیجا ہم آشنا
کس روز اسکے درپے آزار ہم ہوے
فرہاد و قیس و وامق و غافل بالخصوص
کامل یہ فن عشق مین دو چار ہم ہوے
کرنے سر بازو نکہ اٹھا ہین قدم میدان سے
غمزہ گر تیغ بکف نکلے صف مژگان سے
قوت عشق اگر تجھ مین زلیخا ہوتی

میرے گریہ سے لفافہ ہی نہین کچھ تر ہوا
مٹ گئی ہے جابجا نامہ کی تحریر بھی
کون سا پردہ رہا ہے میری رسوائی پہ آہ
ہو چکا گلیون مین میرے لیے تشہیر بھی
سانحہ فرہاد کے مرنے کا ایسا ہو گیا
جسکے ماتم مین ہے ہو گریان جوان پیر بھی
غرق بحر شرم ہے تیشہ جو اپنی آب سے
پانی پانی تو خجالت سے ہے جوے شیر بھی

دیکھین بندھتی ہے چمن مین کسکے نالون کی ہوا
نالہ کش بلبل بھی ہے اور غافل دلگیر بھی

پابند گیسوے سیہ یار ہم ہوے
دانستہ کس بلا مین گرفتار ہم ہوے
ہر طرح اسکی گرمی بازار ہم ہوے
یوسف جو وہ ہوا تو خریدار ہم ہوے
بیگانہ وار اس چمنستان مین کی بسر
ہرگز نہ آشناے گل و خار ہم ہوے
آتی ہے اس گلی مین ہوا درد دل فزون
دار الشفا مین اور بھی بیمار ہم ہوے
چھوٹے تمام عمر نہ زنجیر زلف سے
دام بلا مین ایسے گرفتار ہم ہوے
اپنی نہ ایک نالہ رنگین ادا ہوا
شرمندہ تجھسے بلبل گلزار ہم ہوے
موسی کی طرح ہمسے نہ کرلن ترانیان
دیکھین بنینگے جو طالب دیدار ہم ہوے

چشم گریاں جو بنا ساغر مے اے ساقی
دور محفل میں ہا کس کے لب خنداں سے

جانکر غیر وہ بت مجھ سے ہوا ہم صحبت
جب گئی شکل بدل میری غم نہیاں سے

جن فقیروں کی توکل میں بسر ہوتی ہے
انکو کچھ کام نہیں گنج زر سلطاں سے

ہے بہت خام ابھی سلسلہ عشق میں وہ
کہدو مجنونکو رکھیں نہ وہ مری زنداں سے

قابل دید ہے یہ گریۂ مستانہ مرا
خاک پر لوٹتے ہیں اشک دو غلطاں سے

یاد آتا ہے کسی زلف میں شانہ کرنا
کھیلتا ہے جو کوئی افعی بے دنداں سے

دل گرفتہ تری جنت میں بھی بیٹھے ہیں ملول
حور سے ہنستے ہیں نہ بولتے ہیں غلماں سے

ابر مژگاں نے لگادی ہے جھڑی یار بغیر
کم نہیں روز سیہ اپنا شب باراں سے

لذتیں بسکہ اٹھائیں ہیں غم دوری میں
وصل کے دنکو بدلتا ہوں شب ہجراں سے

کب تماشاے چمن انکو خوش آئے غافل
غنچے گلزار میں لگتے ہیں جیسے پیکاں سے

شب جو گیسوی سیہ سر کی رخ جاناں سے
چھائیاں مٹ گئیں رخسارۂ تاباں سے

کیا فرشتہ ہے کہ یہ باز رہے عصیاں سے
بشریت ہے جو ہوتی ہے خطا انساں سے

[illegible]

دیدۂ تر سے جو اسکے متصل جاری ہین اشک
اب کہان جو ماہر جو پیجیے ملکر شراب
بزم مین نکلے گلے سے پھر نہ قلقل کی صدا
ہاتھ تک اٹھکی رہائی اور میری لب تلک

کہہ گیا ہے کچھ تو سر گوشی مین شیشہ جام سے
تو ڑیے یا دہم آغوشی مین شیشہ جام سے
لے اگر تعلیم خاموشی مین شیشہ جام سے
رہگیا عاجز فزون گوشی مین شیشہ جام سے

ناگہان دلبر ہمارے آگئے غافل شکست
رات ٹکرایا جو مدہوشی مین شیشہ جام سے

آئے ہین تنگ ہم ستم روزگار سے
چلتے ہین راستے مین جو بچکر غبار سے
لینے ہے داد تجکو تو اے قصر یار سے
چشم سیہ کی ہتے ہین اکثر کمین مین ہم
گل دیکھتے ہی داغ جنون مشتعل ہوا
جو میرے پاکا آبلہ ٹوٹا دہن بنا
منہ پر غبار خط ہے نہ دلبر سے گرد کین

جائین کہان نکل کے فلک کے حصار سے
واقف نہین ہین اپنے وہ انجام کار سے
اے موج گریہ سر نہ ٹپک کوہسار سے
پائین کمین دغا نہ ہرن کے شکار سے
حق مین مرے خزان ہی بھلی تھی بہار سے
کرنے کو شکوہ دست تعدی خار سے
ہے صاف اسکا ظاہر و باطن غبار سے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اے برق تیرا کیجیے کس منہ سے سامنا
جاتی رہی تڑپ پہ دل بیقرار سے

ہم دل جلون کی خاک اڑا تو نہ اے صبا
ہوگا جہان سیاہ ہماری غبار سے

ہے رنگ زرد اپنا بہ از کشت زعفران
کچھ کم نہین خزان بھی ہماری بہار سے

تکلیف نالہ مجکو نہ دے ورنہ عندلیب
جل جائیگی ہری نفس شعلہ بار سے

الفت چمن کو اس سے یہی ہے تو چلتے وقت
گل خار بنکے الجھین گے دامان خار سے

بعد فنا بھی آرزوے وصل یار مین
باہر رہین گے ہاتھ ہمارے مزار سے

ماہ تمام گھٹ کے بنا صورت ہلال
تشبیہ دی جو منہ نے اسی روے یار سے

صحرا بن کوئی خاک اڑاتا ہے نجد کی
ٹکرا رہا ہے سر کو کوئی کوہسار سے

غافل بہار آئی ہے ہے موسم جنون
بیٹھا ہے کیا تو اٹھ تو سہی کوے یار سے

ٹپکے پڑے ہین قطرات عرق زلف عنبر سے
خداوندا یہ ابر تر ہماری خاک پر برسے

سزا کچھ تو بلا قاتل مجھے گردن کٹانے مین
جو بہہ حلق بریدہ کو رگڑتا ہے نہین خنجر سے

نہین دیتا ہے پہنچنے نامہ بخت نارسا وان تک
گلہ قاصد سے ہی ہمکو نہ کچھ شکوہ کبوتر سے

مرا ہی دل الشبیری کے بوسے سے نہیں چھیڑا
وگرنہ چار دن میں طبع پھر جاتی ہی شکر سے

بنایا عالموں نے ہمکو عمامہ فضیلت کا
زمین پر ہمنے دی ٹیکا تھا جس دستار کوثر سے

غرض لاحق نہیں ہوتی کبھی اسفل سے اعلی کی
کہین خورشید بھی کرتا ہی کسب نور اختر سے

بنائے پر عمارت کی عبث مرتے ہیں منعم
کہ خشت گور تک باقی نہیں مغفور قیصر سے

دل پر داغ کا سینے میں جلنا یاد آتا ہی
نکلتے دیکھتا ہوں میں جو دود عود مجمر سے

فقیر بے طمع جاکر جہان بیٹھا وہان بیٹھا
برنگ نقش دیبا یہ نہیں اٹھتا ہی بستر سے

اسی سے خون بہا مانگیں گے ہم روز قیامت کو
ہمارا جسنے خون دھویا ہی تیری دست خنجر سے

تبرسے نادان ہیں جو ہوں کچھ امید رکھتے ہیں
لب خشک صدف کسدن ہوا ہی تر آب گوہر سے

نہیں ہی تاب رسوائی کی خاص و عام میں ہمکو
حساب اپنا کرین ہی کاش پہلے روز محشر سے

نہیں یہ کہکشان یعنی نشان کا ہیری یہ ہی
فلک کہتے ہیں جسکو وہ بنا ہی گرد لشکر سے

مدد سے اختر طالع کی ہم آخر بلال آسا
سلامت اپنی کشتی لگئے اس بحر اخضر سے

غضب یہ ہی جو مضمون وصل کا لکھوں اسی خط میں
لپٹ جاتا ہی لاسے کیطرح بال کبوتر سے

نہیں ہر کو کسی کے ہم طریق عشق میں غافل
ہمیشہ رہتے ہیں اک دو قدم آگے ہی رہبر سے

کیا ستانے کو مرے او بت سنگ آتا ہے
جب تو آتا ہے یہان بر سر جنگ آتا ہے

چشم بیمار تری سرخ جو خونخوار سی ہے
بادہ نوشی سے کب آنکھوں مین یہ رنگ آتا ہے

کیونکہ ہر نالہ مرا باب اثر تک پہونچے
ایک ہی آدھ نشانے پہ خدنگ آتا ہے

اسقدر کوئی بھی رکھتا ہے کدورت دل مین
صاف کرتے ہین جو آئینے پہ زنگ آتا ہے

کتنا بیباک ہے یہ غمزہ سفاک ترا
کھینچکر تیغ میان صف جنگ آتا ہے

جب بلاتے ہو مجھے تب مین یہان آتا ہون
اب نہ آونگا اگر آپکو ننگ آتا ہے

ضبط کرتا ہون تو لگتی ہے پربال مین آگ
نالہ کرتا ہون تو صیاد بہ تنگ آتا ہے

عزم کیا ناقہ نشین کا طرف مجنون ہے
ناز کرتا ہوا جو ناقہ رنگ آتا ہے

کسکا دیوانہ ہے یہ اور صحرا لیلی
پاسبانی کو ہر اک شیر پلنگ آتا ہے

جان لینے کی تو ہین یاد ہزارون گھاتین
دلفریبی کا بھی تجکو کوئی ڈہنگ آتا ہے

بسکہ بد نام فن شعر ہوا ہے غافل
کوئی شاعر مجھے کہتا ہے تو ننگ آتا ہے

ہم فقیرونکا بدن آلودگی سے پاک ہے
بوریا ہی اپنا ہمکو گیسۂ پولاک ہے

خاتمۃ الطبع

تمت

حمد بیحد اور ثنا بیعد اُس ناظم رباعی کائنات کو سزاوار و زیبا ہے کہ صنعت بیت کونین کو بہ سبب تضمین مصرع قامت سرور عالم فخر بنی آدم احمد مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف بخشا ہے اور سخن سنجان کو لطافت گویائی دی ہے جسکی بدولت سے راہ گنج اسرار معانی شاعرون پر کھلی ہے ان اللہ تعالی خلق کنزاً تحت العرش ومفاتیحہا السنۃ الشعراء اس قول کی دلیل ہے یعنی فی الواقع شاعری [illegible]

جان کا کچھ ڈر نہین غافل [illegible]

داغ بر دل ہے اگر لالہ غم فرہاد مین	ماتم مجنون مین ہر جادہ کا سینہ چاک ہے
آئے لیلی بھی اگر اُسمین تو مجنون نکلے جاے	بسکہ صحرا تیرے دیوانون کا وحشتناک ہے
یار بن ہمکو نظر آتا ہے ویرانہ چمن	ڈھیر پھولونکا نہین ہے یہ خس و خاشاک ہے

شہسوارون سے بھی اسکی باگ رک سکتی نہین
یہ سمند عمر غافل اسقدر چالاک ہے

مدعی کی عیب گیری سے ہمین کیا باک ہے	پاک طینت ہین محبت بھی ہماری پاک ہے
سرکشی مانند شعلہ اسقدر اچھی نہین	خاکساری کر کہ آخر ایکدن تو خاک ہے
شرم آتی ہے جو اُس سے یار کو ہنگام غسل	کیا حباب بحر میرا دیدۂ نمناک ہے
جانب صید حرم بھی جو نظر کرتی نہین	منتظر کسکی یہ چشم حلقۂ فتراک ہے
جان بلب ہین کیسو گرز کے قبضے مین ہم	گر وہ کھینچے تیغ تو اکدم مین جگر چاک چاک ہے
کس طرح سے پہونچے مجنون ناقۂ لیلی کے ساتھ	جسقدر یہ سست ہے اتنا ہی وہ چالاک ہے
ساقی مخمور سے کہتے ہین یون مستی مین ہم	تاک سے جیسے ہم پیچیدہ چوب تاک ہے
اور تو آثار بلبل اب گلستان مین نہین	یادگار آشیان مشت خس و خاشاک ہے

دلیل ہے یعنی فی الواقع شاعری [illegible] زبان [illegible]
[illegible] سبیل [illegible] ہے [illegible]
[illegible] زبان [illegible] الشعراء تلامیذ الرحمن [illegible]
[illegible] والاستاد [illegible] نظامی [illegible]

[illegible] بازک

نازک خیالی تھی اگرچہ وہ اِس فن مین کامل تھے لیکن اکثر اشخاص اُنکی کلام سے بخبر و غافل تھے اُنکی خلف الصدق میان جھموخان اس پریس مین ملازم باوقار ہین اپنی صناعی مین یکیائے روزگار ہین اُنھون نے ایک روز حال اپنی حسب و نسب اور عالی خاندانی کا مالک مطبع سے بیان کیا اپنے والد ماجد کی زبان دانی کا نشان دیا مالک مطبع کو سنتے ہی کمال تاسف ہوا بسبب گم ہوجانے دیوان کے بجہت عذر جھموخان کے گھرسے مالک مطبع نے تلاس کرنے کا حکم دیا کارپردازان مطبع نے بدقت تمام جابجا جستجو کرکے کلام دافع آلالام مجتمع کیا المختصر یہ دیوان سحر بیان فصاحت نبیان بلاغت توامان اِس سے پہلے چندبار مطبع منشی نول کشور موسوم باودھ اخبار واقع لکھنؤ مین بصد حسن و خوبی طبع ہوا اور اب مطبع منشی نول کشور واقع شہر کانپور مین بسرپرستی عالیجناب معلّی القاب منشی پراگ نراین صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقباله بتصحیح تمام و تنقیح مالا کلام بہزاران خوش اسلوبی بماہ دسمبر ۱۸۹۷ء باراوّل جامۂ طبع سے محلّے اور زیور انطباع سے آراستہ ہوا

والحمد للہ علےٰ ذلک

قطعہ تاریخ طبع سابق تصنیف شاعر با جوش و خروش حکیم مولوی نواب نیاز احمد خان صاحب

۱۲۷

تخلص بہ ہوش بریلوی شاگرد رشید امیر لکھنوی

لکھنؤ مین ہے مطبع زیبا — منشی باوقار و دانا کا
روبرو انکی عقل و دانش کے — عقل کل کا ہی تذکرہ بیجا

ہے سخاوت مین مثل حاتم کے — جو کسی نے طلب کیا پایا
جوش دریا ہی فیض سے انکے — قطرے پر بھی ہے حکم دریا کا

تھا ازل سے ملا جو انکو نوال — نام آخر نول کشور ہوا
کس زبان سے ہو انکی مدح و ثنا — ناطقہ بند ہی یہان سب کا

وصف مطبع کا کیا بیان کیجے — ہے وہ مطبوع طبع شاہ و گدا
دل اہل نظر ہے ہر اک سنگ — سمجھیں وہ جنکا دل ہی تھر کا

زر کا ہی نظر پڑی جسکو — گل صدبرگ کا ہوا دھوکا
ورق صاف کی تجلی سے — ورق آفتاب شرمایا

کاتبون نے یہان کے بے تشویش — منشی چرخ پر ہے خط کھینچا
جو کہ مطبوعہ یہان کا نسخہ ہے — نسخہ کیمیا سے ہے وہ سوا

ہوش اس مطبع گرامی مین — انکا دیوان جبکہ طبع ہوا
دیکھکر اُسکو بول اُٹھا ہاتف — چھپ گیا ہی کلام غافل کا
۱۲۸۹

قطعۂ تاریخ طبع سابق طبعزاد شاعر کامل رشک سحبان وائل منشی بھگوانديال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع ہذا

زغافل چو شد طبع دیوان دلکش — جہان ہر خریداریش گشت مائل
پئے سال تاریخ عاقل رکلکم — رقم شد چہ دلچسپ دیوان غافل
۱۲۸۹ھ

قطعات تاریخات طبع جدید دیوان ہذا

از طبع وقاد سخنور کامل منشی بھگوانديال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع موصوف الصدر

ہست این دیوان غافل از نظیر خود نظیر — آنکہ در ہر مصرعہ اش دلکش مضامین مدہ
بہر تاریخ مسیحی عاقل از ذوق طرب — گو عجب دیوان غافل رحمت آگین آمدہ
۱۲۹۷ھ



ایضاً

زعون خالق کونین حالا — مکرر طبع شد دیوان غافل
بگو عاقل بتاریخ مسیحی — بسی دیوان غافل راحت افزا
۱۲۹۷ھ

ولہ

سخن سنجی کا یہ دیوان غافل ایک دریا ہے — نظر آتا نہیں کوسوں ٹھکانا جسکے ساحل کا
عبث غواص بحر فکر تاریخ اشاعت ہو — لکھو عاقل کہ بس نایاب ہے یہ دیوان غافل کا
۱۳۱۵ھ

قطعۂ تاریخ طبع از سخنور سحر بیان مولانا محمد حامد علی خان حامد شاہ آبادی مصحح مطبع ہذا

یہ دیوان غافل کا مشتمل ہے — ہیں سب شعر سانچے میں گویا ڈھلے
جو حامد تمہیں فکر تاریخ ہے — تو لکھدو مضامین دلکش چھپے
۱۳۱۵ھ